امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف، پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 60/70 | مورخہ ۲۸؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار | شمارہ نمبر 49

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ علم وعمل کا نیر تاباں رخصت ہوا
■ آئین ہند میں دعوت دین کی آزادی
■ رپورٹ نظامت ۲۹؍نومبر ۲۰۲۰ء
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار
■ ہفتہ رفتہ، طب وصحت، ملی سرگرمیاں
■ بچوں کو بنیادی دینی تعلیم فراہم کرنا......

اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کریں

حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے کے بعد مجاہد آزادی اور عظیم مفکر حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے دہلی کی جامع مسجد سے جو تاریخی تقریر کی اور ہندوستان کی تقسیم سے پیدا ہونے والے حالات پر جس دور اندیشی کے ساتھ تبصرہ کیا، وہ سننے پر آج بھی اتنا ہی رقت انگیز معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ انہوں نے جو بھی پیشن گوئی کی تھی وہ آج سچ ثابت ہوتی نظر آ رہی ہے، آیئے یہاں پڑھتے ہیں ان کی تقریر کا متن جو کسی بھی شخص کو اندر تک جھنجوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ (ادارہ)

"عزیزانِ گرامی! آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سی زنجیر ہے جو مجھے یہاں لے آئی ہے، میرے لئے شاہ جہاں کی اس یادگار مسجد میں یہ اجتماع نیا نہیں، میں نے اس زمانہ میں بھی، کہ اِس پر لیل ونہار کی بہت سی گردِشیں بیت چکی تھیں، تمہیں خطاب کیا تھا، جب تمہارے چہروں پر اضمحلال کی بجائے اطمینان تھا اور تمہارے دِلوں میں شک کی بجائے اعتماد، آج تمہارے چہروں کا اضطراب اور دِلوں کی ویرانی دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار پچھلے چند سالوں کی بھولی بسری کہانیاں یاد آ جاتی ہیں، تمہیں یاد ہے میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری زبان کاٹ لی، میں نے قلم اُٹھایا اور تم نے میرے ہاتھ قلم کر دیئے، میں نے چلنا چاہا، تم نے میرے پاؤں کاٹ دیئے، میں نے کروٹ لینا چاہی تو تم نے میری کمر توڑ دی، حتّٰی کہ پچھلے سات سال کی تلخ نوا سیاست جو تمہیں آج داغِ جدائی دے گئی ہے اُس کے عہدِ شباب میں بھی میں نے تمہیں ہر خطرے کی شاہراہ پر جھنجھوڑا؛ لیکن تم نے میری صدا سے نہ صرف اعراض کیا بلکہ منع وانکار کی ساری سنتیں تازہ کر دیں، نتیجہ معلوم کہ آج اُنہیں خطروں نے تمہیں گھیر لیا ہے جن کا اندیشہ تمہیں صراطِ مستقیم سے دور لے گیا تھا۔

سچ پوچھو تو اب میں ایک جمود ہوں یا ایک دُور افتادہ صدا، جس نے وطن میں رہ کر بھی غریب الوطنی کی زندگی گزاری ہے، اِس کا مطلب یہ نہیں کہ جو مقام میں نے پہلے دِن اپنے لئے چُن لیا تھا، وہاں میرے بال وپر کاٹ لئے گئے ہیں یا میرے آشیانے کے لئے جگہ نہیں رہی، بلکہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے دامن کو تمہاری دست درازیوں سے گِلہ ہے، میرا احساس زخمی ہے اور میرے دِل کو صدمہ ہے، سوچو تو سہی تم نے کون سی راہ اختیار کی، کہاں پہنچے اور اب کہاں کھڑے ہو؟ کیا یہ خوف کی زندگی نہیں اور کیا تمہارے حواس میں اختلال نہیں آ گیا؟ یہ خوف تم نے خود فراہم کیا ہے، ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں بیتا، جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ دو قوموں کا نظریہ حیاتِ معنوی کے لئے مرض الموت کا درجہ رکھتا ہے، اِس کو چھوڑو، یہ ستون جن پر تم نے بھروسہ کیا ہوا ہے نہایت تیزی سے ٹوٹ رہے ہیں، لیکن تم نے سُنی اَن سُنی برابر کر دی اور یہ نہ سوچا کہ وقت اور اُس کی رفتار تمہارے لئے اپنا ضابطہ تبدیل نہیں کر سکتے، وقت کی رَفتار تھمی نہیں، تم دیکھ رہے ہو کہ جن سہاروں پر تمہارا بھروسہ تھا وہ تمہیں لاوارِث سمجھ کر تقدیر کے حوالے کر گئے ہیں، وہ تقدیر جو تمہاری دماغی لغت میں مشیت کی منشا سے مختلف مفہوم رکھتی ہے، یعنی تمہارے نزدیک فقدانِ ہمّت کا نام تقدیر ہے۔

انگریز کی بساط تمہاری خواہش کے برخلاف اُلٹ دی گئی اور راہ نمائی کے وہ بت جو تم نے وضع کئے تھے، وہ بھی دغا دے گئے، حالاں کہ تم نے سمجھا تھا کہ یہ بساط ہمیشہ کے لئے بچھائی ہے اور اُن ہی بتوں کی پوجا میں تمہاری زندگی ہے، میں تمہارے زخموں کو کریدنا نہیں چاہتا اور تمہارے اضطراب میں مزید اِضافہ میری خواہش نہیں، لیکن اگر کچھ دُور ماضی کی طرف پلٹ جاؤ تو تمہارے لئے بہت سی گرہیں کھُل سکتی ہیں، ایک وقت تھا، میں نے ہندوستان کی آزادی کے حصول کا احساس دِلاتے ہوئے تمہیں پکارا تھا اور کہا تھا: ''جو ہونے والا ہے اُس کو کوئی قوم اپنی نحوست سے روک نہیں سکتی، ہندوستان کی تقدیر میں بھی سیاسی انقلاب لکھا جا چکا ہے اور اِس کی غلامانہ زنجیریں بیسویں صدی کی ہوائے حُرِّیت سے کٹ کر گِرنے والی ہیں، اگر تم نے وقت کے پہلو بہ پہلو قدم اُٹھانے سے پہلو تہی کی اور تعطل کی موجودہ زندگی کو اپنا شعار بنائے رکھا تو مستقبل کا مؤرِّخ لکھے گا کہ: تمہارے گروہ نے جو سات کروڑ انسانوں کا ایک غول تھا، ملک کی آزادی کے بارے میں وہ روَیّہ اختیار کیا جو صفحۂ ہستی سے محو ہو جانے والی قوموں کا شیوہ ہوا کرتا ہے، آج ہندوستان آزاد ہے اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ وہ سامنے لال قلعہ کی دیوار پر آزاد ہندوستان کا جھنڈا اپنے پورے شکوہ سے لہرا رہا ہے، یہ وہی جھنڈا ہے جس کی اُڑانوں سے حاکمانہ غرور کے دِل آزار قہقہے تمسخر کیا کرتے تھے۔

یہ ٹھیک ہے کہ وقت نے تمہاری خواہشوں کے مطابق انگڑائی نہیں لی؛ بلکہ اُس نے ایک قوم کے پیدائشی حق کے احترام میں کروٹ بدلی ہے اور یہی وہ انقلاب ہے جس کی ایک کروٹ نے تمہیں بہت حد تک خوف زدہ کر دیا ہے، تم خیال کرتے ہو کہ تم سے کوئی اچھی شے چھن گئی اور اُس کی جگہ بُری شے آ گئی؟ یہ واقعہ نہیں واہمہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ بُری شے چلی گئی اور اچھی شے آ گئی، ہاں تمہاری بے قراری اِس لئے ہے کہ تم نے اپنے تئیں اچھی شے کے لئے تیار نہیں کیا تھا اور بُری شے کو ہی نجاتِ مادّی سمجھ رکھا تھا، میری مراد غیر ملکی غلامی سے ہے، جس کے ہاتھ میں تم نے مدّتوں حاکمانہ طمع کا کھلونا بن کر زندگی بسر کی ہے، ایک دِن تھا جب تم کسی جنگ کے آغاز کی فکر میں تھے اور آج اِس جنگ کے انجام سے مضطرِب ہو، آخر تمہاری اِس عجلت پر کیا کہوں کہ اِدھر ابھی سفر کی جستجو ختم نہیں ہوئی اور اِدھر گمراہی کا خطرہ درپیش آ گیا ہے۔

میرے بھائی! میں نے ہمیشہ سیاسیات کو ذاتیات سے الگ رکھنے کی کوشش کی ہے اور کبھی اِس پُر خار وادی میں قدم نہیں رکھا، یہی وجہ ہے کہ میری بہت سی باتیں کنایوں کا پہلو لئے ہوتی ہیں، لیکن مجھے آج جو کہنا ہے میں اُسے بے روک ہو کر کہنا چاہتا ہوں، متحدہ ہندوستان کا بٹوارہ بنیادی طور پر غلط تھا، مذہبی اختلافات کو جس ڈھب سے ہوا دی گئی اُس کا لازمی نتیجہ یہی آثار ومظاہر تھے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور بدقسمتی سے بعض مقامات پر ابھی تک دیکھ رہے ہیں۔

پچھلے سات برس کی روداد دہرانے سے کوئی خاص فائدہ نہیں اور نہ اِس سے کوئی اچھا نتیجہ نکل سکتا ہے، البتہ ہندوستان کے مسلمانوں پر مصیبتوں کا جو ریلا آیا ہے وہ یقیناً مُسلم لیگ کی غلط قیادت کی فاش غلطیوں کا بدیہی نتیجہ ہے، یہ سب کچھ مُسلم لیگ کے لئے جو موجبِ حیرت ہو سکتا ہے؛ لیکن میرے لئے اِس میں کوئی نئی بات نہیں، میں پہلے دِن ہی سے اِن نتائج پر نظر رکھتا تھا۔

اب ہندوستان کی سیاست کا رُخ بدل چکا ہے، مُسلم لیگ کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے، اب یہ ہمارے اپنے دماغوں پر منحصر ہے کہ ہم کسی اچھے اندازِ فکر میں سوچ بھی سکتے ہیں یا نہیں؟ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کو ہمارے سِوا کوئی زیر نہیں کر سکتا، میں نے ہمیشہ کہا اور آج پھر کہتا ہوں کہ تذبذب کا راستہ چھوڑ دو، شک سے ہاتھ اُٹھا لو اور بے عملی کو ترک کر دو، یہ تین دھار کا انوکھا خنجر لوہے کی اِس دو دھاری تلوار سے زیادہ کاری ہے جس کے گھاؤ کی کہانیاں میں نے تمہارے نوجوانوں کی زبانی سنی ہیں، یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدّس نام پر اختیار کی ہے، اُس پر غور کرو، تمہیں محسوس ہوگا کہ یہ غلط ہے، اپنے دِلوں کو مضبوط بناؤ اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے یہ فیصلے کتنے عاجلانہ ہیں، آخر کہاں جا رہے ہو اور کیوں جا رہے ہو؟

یہ دیکھو۔۔۔ مسجد کے مینار تم سے جھک کر سوال کرتے ہیں، تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گُم کر دیا ہے؟ ابھی کل کی بات ہے کہ یہیں جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا اور آج تم ہو کہ یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے، حالاں کہ دہلی تمہارے خون کی سینچی ہوئی ہے۔

عزیزو! اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرو، جس طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے تمہارا جوش وخروش بیجا تھا، اُسی طرح آج تمہارا یہ خوف وہراس بھی بیجا ہے، مسلمان اور بزُدِلی اور یا مسلمان اور اشتعال ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، سچے مسلمان کو نہ تو کوئی طمع ہلا سکتی ہے اور نہ کوئی خوف ڈرا سکتا ہے، چند انسانی چہروں کے غائب از نظر ہو جانے سے ڈرو نہیں، اُنہوں نے تمہیں جانے کے لئے ہی اکٹھا کیا تھا، آج اُنہوں نے تمہارے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے تو یہ تعجب کی بات نہیں، یہ دیکھو کہ تمہارے دِل تو اُن کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہو گئے، اگر دِل ابھی تک تمہارے پاس ہیں تو اُن کو اپنے اُس خدا کی جلوہ گاہ بناؤ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب کے ایک اُمّی کی معرفت فرمایا تھا: ''جو خدا پر ایمان لائے اور اُس پر جم گئے تو اُن کے لئے نہ تو کسی طرح کا ڈر ہے اور نہ کوئی غم''، ہوائیں گُزر جاتی ہیں، یہ صرصر صحیح لیکن اِس کی عمر کچھ زیادہ نہیں، ابھی دیکھتی آنکھوں ابتلا کا یہ موسم گزرنے والا ہے۔ یوں بدل جاؤ جیسے تم پہلے کبھی اِس حالت میں نہ تھے۔''

میں کلام میں تکرار کا عادی نہیں لیکن مجھے تمہاری تغافل کشی کے پیشِ نظر بار بار کہنا پڑتا ہے کہ تیسری طاقت اپنے گھمنڈ کا پشتارہ اُٹھا کر رخصت ہو چکی ہے، جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا ہے، سیاسی ذہنیت اپنا پچھلا سانچہ توڑ چکی اور اب نیا سانچہ ڈھل رہا ہے، اگر اب بھی تمہارے دِلوں کا معاملہ بدلا نہیں اور دماغوں کی چبھن ختم نہیں ہوئی تو پھر حالت دوسری ہے، لیکن اگر واقعی تمہارے اندر سچی تبدیلی کی خواہش پیدا ہو گئی ہے تو پھر اِس طرح بدلو جس طرح تاریخ نے اپنے تئیں بدل لیا ہے۔

آج بھی کہ ہم ایک دورِ انقلاب کو پورا کر چکے ہیں، ہمارے ملک کی ترقی میں کچھ صفحے خالی ہیں اور اِنہی صفحوں میں ہم زیبِ عنوان بن سکتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ہم اِس کے لئے تیار بھی ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۵؍پر)

اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

فون کرنے کے آداب

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو، جب تک اجازت نہ لےلو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، امید ہے کہ تم خیال رکھوگے۔ (سورۂ نور آیت ۲۷)

مطلب: شریعت نے مہذب اور شائستہ زندگی گذارنے کے کچھ بنیادی اصول اور ضابطے بتلائے ہیں، تاکہ معاشرتی زندگی میں کوئی ناہمواری نہ پیدا ہو، بہت سے سنجیدہ لوگ اپنے اوقات کو منظّم کرتے ہیں، پھر کام شروع کرتے ہیں، اب اگر کوئی بغیر اطلاع و اجازت کے کسی کے یہاں چلا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے ان کا پورا نظام الاوقات درھم برھم ہو جاتا ہے۔ اس لیے جب کسی کے یہاں جائیں تو پیشگی اجازت لے لیں، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جس وقت وہ ملاقات کے لیے طلب کریں گے وہ اپنے کو فارغ رکھیں گے اور کھل کر گفتگو کریں گے، اس کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے سے وقت کی تعیین کے ساتھ فون یا ای میل کے ذریعہ آنے کی اجازت طلب کرلی جائے، اور ملاقات کا مقصد بھی واضح کردیا جائے، تاکہ دوسرا شخص ذہنی طور پر اس مقصد کے لیے تیار رہے اور جب بات مکمل ہوجائے تو تضیع اوقات سے بچتے ہوئے واپس آجائیں، بہت سے لوگ بغیر اجازت کے گھر پہونچ جاتے ہیں، اور دروازہ کھٹکھٹاتے رہتے ہیں، گرچہ اضطراری حالت میں اس کی گنجائش ہے، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ پہلے سے ملاقات کے لیے وقت متعین کرلیں اور جب اجازت مل جائے تو دروازہ کی ایک جانب اس طرح کھڑے ہوں کہ اندر کے لوگ نظر نہ آئیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر جاتے تو دروازہ کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے، ویسے موجودہ دور میں گھروں پر آواز دینے کے لیے ڈور بیل (گھنٹی) لگائی جاتی ہے، تو اس بیل کو بجانا بھی دستک دینے کے درجے میں ہے، لیکن بار بار آواز دے کر یا بیل بجا کر صاحب خانہ کو پریشان نہیں کرنا چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تین دفعہ اجازت طلب کی جائے اور اجازت نہ ملے تو واپس ہوجاؤ، اسی طرح جب کسی کو فون کریں تو جن سے بات کرنی ہے ان کے اوقات کا پاس و لحاظ کریں، ہوسکتا ہے کہ گفتگو کرنے والا کسی دوسرے ضروری کاموں میں مشغول ہو یا اس کا کوئی متعین پروگرام ہو تو اس وقت بھی احتیاط برتیں، اسی طرح غیر مناسب وقت میں کسی کو فون نہ کریں، مثلاً صبح سویرے فجر سے پہلے یا آدھی رات کے بعد فون کرنا ادب کے خلاف ہے، وہ وقت عام طور پر راحت و آرام کا ہوتا ہے، ہاں اگر کسی ناگہانی حادثہ یا معاملہ کی اطلاع دینی ہے اور اس کے لیے اگلے کو فی الفور خبر کرنے کی ضرورت ہے تو یہ ایک اتفاقی معاملہ ہے، ویسے بھی عام طور پر بے وقت جب فون کی گھنٹی بجتی ہے تو وہ کسی نہ کسی حادثے کا اشاریہ ہی ہوتا ہے، لیکن عام حالات میں اس سے گریز کرنا چاہئے، محترم ڈاکٹر مصطفیٰ محمد طحان نے اپنی تصنیف آداب السلوک فی الاسلام میں فون کے استعمال کرنے کے آداب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ضروریات پوری کرنے اور اپنا وقت بچانے کے لیے فون کی نعمت سے نوازا ہے، ہم اس کو غیر ضروری کاموں میں استعمال کرکے رحمت کے بجائے زحمت نہ بنائیں، اس کو بےکار استعمال میں نہ لایا جائے، اور دوسروں کو اس کے ذریعہ تکلیف دینے سے بچا جائے، فون پر مختصر گفتگو کی جائے اور اس کے ذریعہ اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع نہ ہونے دیا جائے، بہرحال مذکورہ بالا آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ اجازت لینے کے بعد جب گھر میں داخل ہوں تو گھر کے لوگوں کو سلام کریں، اسی طرح اگر آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اس کو بھی داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہئے، اگر ہم سب ان آداب کی رعایت کریں تو معاشرہ و سماج سے لے کر گھر تک کا ماحول خوشگوار رہوگا اور سب کو امن و عافیت کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقعہ ملے گا۔

جنتی عورت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرماں برداری کرے تو سمجھو کہ وہ جنتی ہے۔

وضاحت: نیک بخت عورتیں قیامت کے دن جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گی، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے، کہ کاش مجھے بھی یہ مقام و مرتبہ حاصل ہوتا، یہ خوش نصیب وہ عورتیں ہوں گی جو پنجگانہ نماز وقت پر ادا کرتی تھیں، نیز دینی فرائض کی ادائیگی میں ہر وقت مستعد رہتی تھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات علیا کی مستحق قرار پائیں گی۔ دوسرا کام یہ کرتی تھیں کہ ماہ رمضان کے فرض روزے پابندی سے رکھا کرتی تھیں، تیسرا یہ کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی تھیں، ان کی اجازت کے بغیر کہیں باہر نہیں جاتی تھیں اور اگر اجازت مل گئی تو پردے کے ساتھ گھر سے باہر نکلتی تھیں، جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہیں، حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے، ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نہ نکلے، اگر بغیر اجازت وہ نکلے گی تو اس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور اس کے واپس ہونے تک یا توبہ کرنے تک برابر ہوتی رہتی ہے، عرض کیا گیا کہ اگرچہ خاوند ظالم ہو؟ فرمایا کہ ہاں! اگرچہ ظالم ہو۔ اور چوتھی خوش نصیب جنتی عورت وہ ہوں گی جو غیر معصیت میں اپنے شوہر کی فرماں برداری کرتی ہیں، کیوں کہ جو بیویاں اپنی رائے کو فوقیت دینے کے بجائے خاوند کی رائے کو فوقیت دیتی ہیں وہ کبھی اپنے گھر کو خانگی تنازعات کا نشانہ نہیں بننے دیتیں، اس خانگی امن و سکون کی بدولت گھر جنت ہوجاتا ہے اور پورا کنبہ چین کی زندگی بسر کرتا ہے، اس کے برعکس ہٹ دھرمی اور رائے کی انانیت سے خاوند کے دل میں نفرت و مخالفت کے جذبات ابھرتے ہیں اور طلاق تک نوبت جا پہونچتی ہے، اس لئے اگر کسی وجہ سے زوجین کے درمیان ذہنی و فکری ناہمواری کے سبب ناچاقی پیدا ہوجائے تو آپسی میل جول سے اسے دور کرنا چاہئے اس کو انا کا مسئلہ نہ بنانا چاہئے، اگر آپسی طور پر سمجھوتہ نہ ہوسکے تو مرد کی طرف سے ایک شخص اور عورت کی طرف سے ایک شخص کو حکم بنایا جائے اور معاملہ کو رفع دفع کردیا جائے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جس عورت نے اس حالت میں وفات پائی کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی، اس لیے ضروری ہے کہ بیوی خاوند کے ساتھ حسن سلوک رکھے، اس کے حق کو اپنے حق پر مقدم سمجھے، تو اس کا گھر بھی جنت کدہ ہوگا اور اللہ کے یہاں بھی اس کا مقام و مرتبہ بلند ہوگا۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

مسجد کی رقم بینک میں رکھنا اور اضافی رقم بیت الخلاء میں لگانا

حفاظت کی غرض سے مسجد کی رقم بینک میں رکھی جاتی ہے، جس پر انٹرسٹ ملتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا مسجد کی رقم بینک میں رکھنا درست ہے؟ نیز اس پر ملنے والی اضافی رقم کا مصرف کیا ہوگا، اس کو مسجد کے وضوخانہ و بیت الخلاء کی تعمیر و مرمت میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب و باللہ التوفیق

بغرض حفاظت مسجد کی رقم بینک میں رکھنا شرعاً جائز و درست ہے، لیکن اس پر ملنے والی اضافی رقم (سود) کو بلا نیت ثواب غرباء و مساکین کو دے دینا ہوگا، اس کو مسجد یا اس کی ضروریات؛ وضوخانہ اور بیت الخلاء کی تعمیر و مرمت پر صرف نہیں کرسکتے۔ "و يردونها على أربابها إن عرفوهم ، وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه" (رد المحتار: ۹/۵۵۳، کتاب الحظر و الاباحة)

میڈیکل انشورنس کا حکم

میڈیکل انشورنس کرانا درست ہے یا نہیں؟ یہ کبھی تو جبری ہوتا ہے اور کبھی اختیاری، جبری کی شکل یہ ہوتی ہے، حکومتی سطح پر یا بعض کمپنیاں اپنے اپنے ملازمین کا میڈیکل انشورنس لازماً کراتی ہیں، جس کا پریمیم ملازمین کی تنخواہ سے ماہانہ یا سالانہ ادا ہوتا ہے، اختیاری کی شکل یہ ہوتی ہے کہ لوگ اپنی مرضی سے مستقبل کی موہومہ پریشانیوں سے بچنے کے لئے کراتے ہیں، جس میں چار سال کے لیے پانچ ہزار روپئے جمع کرنا پڑتا ہے، اس مدت میں انشورنس کمپنی کی طرف سے متعین کردہ خاص امراض میں اگر انشورنس کرانے والا مبتلا ہوجائے تو انشورنس کمپنی اس کے علاج کا خرچ پانچ لاکھ تک برداشت کرتی ہے؟ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللہ التوفیق

میڈیکل انشورنس ایک متعینہ مدت کے لئے خاص بیماریوں پر کرایا جاتا ہے اور جن بیماریوں پر کرایا جاتا ہے، کوئی ضروری نہیں کہ اس مدت میں وہ بیماری انشورنس کرانے والے کو لاحق ہی ہوجائے، اگر وہ بیماری لاحق ہوگئی تو پانچ ہزار کے بدلہ پانچ لاکھ کے علاج کا مستحق ہوگا، جو سود ہے اور اگر بیماری لاحق نہیں ہوئی تو جمع کردہ پانچ ہزار سے بھی محروم ہونا پڑے گا، جو قمار (جوا) کی بھی شکل ہے اور سود و قمار دونوں قطعی طور پر ناجائز و حرام ہیں، اس لیے کسی بھی مسلمان کے لیے اختیاری طور پر میڈیکل انشورنس کرانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، البتہ قانونی مجبوری اور کمپنی کی طرف سے جبری صورت ہو تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اس صورت میں ملازمین اسی قدر میڈیکل کی سہولت اٹھا سکتے ہیں جس قدر کمپنی نے اپنے ملازمین کے لیے انشورنس کی مد میں رقم جمع کروائی ہے، اس سے زائد فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے "أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰو" (البقرة/۲۷۵)

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الأَنْصَابُ وَ الأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَأجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (سورة المائده/۹۰)

و سمى القمار قماراً : لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوزأن يذهب ماله إلى صاحبه و يجوز أن يستفيد مال صاحبه و هو حرام بالنص. (رد المحتار ؛ كتاب الحظر و الاباحة: ۹/۵۷۷ باب الاستبراء)

میڈیکل انشورنس کے سلسلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے پندرہویں فقہی سیمینار: ۱۰-۱۲ صفر ۱۴۲۷ھ منعقدہ میسور کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:

۱- میڈیکل انشورنس، انشورنس کے دوسرے تمام شعبوں کی طرح بلاشبہ مختلف قسم کے ناجائز امور پر مشتمل ہے، لہٰذا عام حالات میں میڈیکل انشورنس ناجائز ہے اور اس حکم میں سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲- اگر قانونی مجبوری کے تحت میڈیکل انشورنس لازمی ہو تو اس کی گنجائش ہے، لیکن جمع کردہ رقم سے زائد جو علاج میں خرچ ہو، صاحب استطاعت کے لیے اس کے بقدر بلا نیت ثواب صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے؛ صفحہ ۱۸۴)

انکم ٹیکس میں سودی رقم ادا کرنا

سرکاری بینک میں ہمارا اکاؤنٹ ہے، جس میں ہر ماہ تنخواہ آتی ہے اور انکم ٹیکس کے نام پر بھی کچھ رقم اسی اکاؤنٹ سے کٹتی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا انکم ٹیکس میں سود کی رقم دے سکتے ہیں اور جو رقم انکم ٹیکس میں کٹتی ہے، اس کو سود کی رقم سے کٹنے کی نیت کرسکتے ہیں؟

الجواب و باللہ التوفیق

سودی رقم مال خبیث ہے اور مال خبیث کا حکم یہ ہے کہ اس کو اس کے مالک کے حوالہ کردیا جائے اور یہ ممکن نہ ہو تو بلا نیت ثواب غرباء و مساکین کو دے دیا جائے اور حکومت کی طرف سے عائد انکم ٹیکس میں حکومتی ادارہ یا بینک کی سودی رقم حکومت کے حوالہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں سرکاری بینک سے حاصل شدہ یہ رقم انکم ٹیکس میں ادا کرسکتے ہیں، شرعاً اس کی گنجائش ہے، اسی طرح جو رقم بینک سے انٹرسٹ میں کٹتی ہے، اس کو سودی رقم سے کٹنے کی نیت کرسکتے ہیں۔ "و يردونها على أربابها إن عرفوهم ، وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه" (رد المحتار ؛ ۹/۵۵۳، کتاب الحظر والاباحة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 48 مورخہ ۲۸؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

عزم وحوصلہ کی ضرورت

دنیا میں وہی قومیں ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں جو اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتی ہیں، ذرا غور کیجئے، سائنس وٹکنالوجی اور ایٹمی توانائی کے اس دور میں دنیا کی متمدن ملکوں اور قوموں نے اپنی صلاحیتوں پر اعتماد وبھروسہ کیا اور مضبوط قدموں کے ساتھ آگے بڑھیں، حالات اور تقاضوں کو سمجھا، زمانے کے رخ کو پہچانا پھر غور وفکر اور تحقیق وجستجو سے نئی نئی چیزوں کی دریافت کی اور زمان ومکان کے فاصلوں کو توڑ کر دنیا کو مٹھی میں بند کر دیا، جاپانی قوم کی ترقی کا راز یہی ہے کہ اس نے اپنے تخلیقی واختراعی ذہن کو وسعت دی، پھر نئی ایجادات وانکشافات سے دنیا کو محوحیرت کر دیا، حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی انسان کے اندر خود اعتمادی کا جذبہ اور کچھ کر گزرنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے تو ان کے لئے زمانے کی موجیں، زندگی کی موجوں کی مانند ہو جاتی ہیں جو پانی کے بہاؤ کے ساتھ گزر جاتی ہیں، جب آدمی کا مقصد اس کے سامنے ہو تو اس کو پانے کے لئے وہ کسی ایسی کوشش سے باز نہیں رہ سکتا جو اس کے امکان میں ہو، وہ بڑی بڑی قربانیاں پیش کر سکتا ہے اور سخت سے سخت حالات کا بھی سامنا خندہ پیشانی سے کر سکتا ہے۔

دنیا کے بڑے انسانوں کی سوانح عمری پڑھ لیجئے کہ جب انہوں نے کسی عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے کوئی معرکہ سر کرنا چاہا تو انہیں راستے میں کئی خارجی قوتیں ان دیکھی دیواروں کی مانند حائل ہوگئیں؛ لیکن منزل مقصود تک پہونچنے والے ان دیواروں کو خاطر میں لائے بغیر جد وجہد کرتے رہے اور کامیابیاں حاصل کیں، ایسے لوگوں کی مثالیں تاریخ میں بہت ملیں گی جنہوں نے اپنے ذاتی عزم اور جد وجہد سے اپنی زندگی بنائی، ملک کے عظیم سائنس داں سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر عبد الکلام ایک اخبار فروش کی حیثیت سے اپنی زندگی کی ابتدا کی لیکن ان کا عزم پیہم جواں تھا، وہ زندگی کے نشیب وفراز سے گزر کر اس حد تک ترقی کی کہ ملک کے باوقار باعظمت عہدہ صدارت تک جا پہنچے، بہار کے ضلع گیا کی ایک بزرگ شخصیت دشرتھ مانجھی نے چند سال قبل ایک ایسا کارنامہ انجام دیا جس کو برسوں حکومت انجام نہ دے سکی، انہوں نے اپنے آبائی گاؤں گہلور گھاٹ سے امیٹھی تک چار کیلومیٹر پہاڑ کی مسافت کو پختہ سڑک میں تبدیل کر دیا، یہ ان کے عزم وحوصلہ کی بات ہے کہ اپنی صلاحیت پر بھروسہ کیا اور ایک نئی تاریخ بنا ڈالی، آپ کو اس طرح کی مثالیں زندگی کے ہر میدان میں ملیں گی کہ نامساعد حالات میں بھی لوگوں نے اپنے آپ پر اعتماد کیا اور آگے بڑھے اور کامیاب ہوئے، ایک فلسفی نے سچ کہا کہ اس کائنات میں وہی انسان باقی رہ سکتا ہے جس میں زیست کے لئے جد وجہد کی صلاحیت موجود ہو، ایک شاعر نے کہا:

یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے

درحقیقت قدرت نے انسانوں کو جو صلاحیتیں ودیعت کی ہیں اگر وہ ان کو پورے طور پر استعمال میں لائے تو اس کو ماحول سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوگی، اس کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کر کے اس کو بروئے کار لائے، جو لوگ ہمت شکنی اور سہل نگاری سے کام لیتے ہیں ان کی عقلی وفکری صلاحیتیں کمزور پڑ جاتی ہیں ان کے اندر سے ارتقاء پذیر ممکنات کی نمو ختم ہو جاتی ہے، نتیجہ ان کی صلاحیتیں اور قوت عمل زنگ آلود ہو کر لوہے کی مانند بے کار ہو جاتی ہیں، وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر دوسروں کے سہارے زندگی گزارنے کی تگ ودو شروع کر دیتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی اس کی بگڑی بنا دے مگر بگڑی تو اپنے بنائے ہی بنتی ہے اور تائید الٰہی بھی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان خود کچھ کرنے کے لئے کمر کس لے۔

اگر اڑنے کی دھن ہوگی تو ہوں گے بال و پر پیدا

آیئے ہم اپنی زندگی کی کشت ویراں کو نئے سرے سے سرسبز وشاداب بنانے کے لئے عزم وحوصلہ، نئی توانائی وتازگی کے ساتھ میدان عمل میں آئیں اور جو قوتیں اور وسائل اللہ نے ہم کو دیئے ہیں ان کا صحیح اور جائز استعمال کریں، اس کے لئے تدبیر اختیار کریں اور مستقل مزاجی سے کام کا آغاز کریں، پھر نتیجہ کا انتظار کریں، سر سید احمد خاں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ مستقل مزاجی سے آدمی کو کبھی کسی کام میں شکست نہیں ہوتی، انسان کے پاس ایسا کوئی ہتھیار نہیں کہ جس سے ثابت قدمی، استقلال، مستقل مزاجی زائل ہو سکے، مستقل مزاجی کے ساتھ اگر انسان میں کچھ دانش بھی ہو تو زیادہ مفید ہے بہ نسبت اس کے کہ صرف ذہانت ہو، مستقل مزاجی سے کام کرنے والوں سے بہت بڑے بڑے امور ظہور پذیر ہوئے ہیں، کیونکہ دنیا میں جن لوگوں نے بہت مضبوطی کے ساتھ حکومت کی ہے وہ ایسے ذہین نہیں تھے جس درجے میں کہ وہ مستقل مزاج محنتی اور ثابت قدم تھے، خود سر سید احمد خاں مسلم یونیورسٹی کے قیام کے وقت نت نئے حالات سے دوچار ہوئے؛ لیکن وہ اپنے مشن ومقصد میں غیر معمولی انہماک کے ساتھ لگے رہے، اس لئے لیاقت وصلاحیت کے ساتھ زندگی کے میدان میں داخل ہونے والے ہر جگہ اپنی جگہ اور اپنا حق وصول کر لیتے ہیں، اس لئے ماحول سے کوئی امید نہ رکھئے، بلکہ اپنی صلاحیت اور لیاقت پر بھروسہ کیجئے۔

جوانو! صدائیں آرہی ہیں آبشاروں سے چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزم سفر پیدا

آئینی عہدوں کا گرتا ہوا معیار

جب سے مرکز میں بی جے پی کی حکومت قائم ہوئی ہے اس وقت سے ملک کے اکثر وبیشتر آئینی ادارے اور دستوری عہدے کا وقار مجروح ہوتا نظر آرہا ہے، اسے ملک کی بدقسمتی ہی سمجھا جائے گا کہ چاہے الیکشن کمیشن ہو یا سی بی آئی کا شعبہ سب اپنی اپنی خود مختاری کھوتے چلے جا رہے ہیں اور مرکز کی حکمراں جماعت کے ماتحت رہ کر ان کے اشاروں پر رقص کر رہے ہیں، ان میں گورنر کا عہدہ سب سے زیادہ بدنام ہو رہا ہے، خاص کر غیر بی جے پی والی ریاستوں میں گورنروں کے غیر دستوری حرکت وعمل سے اتھل پتھل کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، وہاں ایسا لگتا ہے کہ گورنر اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہوں، مثلاً مغربی بنگال میں ترنمول کانگریس کی حکومت ہے، وہاں کے گورنر جگدیپ سنگھ دھنکر اور وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی کے درمیان اس قدر ذہنی ناہمواری ہے کہ اکثر وہاں تصادم کے حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں چند ماہ کے بعد اسمبلی کے الیکشن ہونے والے ہیں تو گورنر صاحب وفادار صوبہ دار کی طرح مرکزی حکومت کے سیاسی جذبات کو فروغ دینے میں لگے رہتے ہیں، اسی طرح مہاراشٹر کے گورنر بھگت سنگھ کوشیاری بسا اوقات اپنے دائرہ اختیار سے دو چار قدم آگے بڑھ جاتے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ فوجداری کے ایک سنگین مقدمہ میں ری پبلک ٹی وی چینل کے مالک ارنب گوسوامی جیل کے سلاخوں میں بند تھے، ان کی صحت اور تحفظ پر گورنر صاحب نے حکومت مہاراشٹر سے اپنی تشویش ظاہر کی، یہ ٹھیک ہے کہ ملزم کے صحت کا خیال کرنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنر صاحب کی ہمدردی صرف فوجداری مقدمہ کے ملزم پر ہی کیوں ہو رہی ہے، مہاراشٹر کے ہی جیل میں ۸۰؍سال کے شاعر ورواڑ اور ۸۳؍سال کے اسٹین سواحی اذیت ناک زندگی سے دوچار ہیں وہ مختلف طرح کے عوارض میں مبتلا ہیں، آج تک انہیں ضمانت نہیں دی گئی، ان کے ساتھ ہمدردی کا پہلو کیوں نہیں اختیار کیا جا رہا ہے؟ یاد رہے کہ یہی وہ گورنر صاحب ہیں جنہوں نے بی جے پی کی اکثریت کے دعویٰ کے بغیر اچانک رات کے اندھیرے میں بی جے پی کی حکومت بنوادی تھی، جس کی ہوا شیوسینا، این سی پی اور کانگریس نے نکال دی، کیا گورنر کے اس طرز عمل سے ان کے عہدہ کا وقار مجروح نہیں ہوا؟ اس طرح کے قریب قریب سبھی آئینی عہدے کی عمارت لڑکھڑاتی ہوئی نظر آرہی ہے، جس کی وجہ سے ہر محبّ وطن کو تشویش لاحق ہو رہی ہے کہ مرکز کی بی جے پی حکومت ملک کے آئین ودستور کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

بہار میں پنچایت الیکشن کی آہٹ

اپریل ومئی ۲۰۲۱ء میں بہار کے اندر پنچایتی انتخابات ہونے والے ہیں، اس کے لئے الیکشن کمیشن نے ابھی سے ہی تیاریاں شروع کر دی ہیں، اس سلسلہ میں تمام اضلاع کے ڈی ایم سے تجاویز طلب کئے جا رہے ہیں کہ کتنے مرحلوں میں انتخاب کا تعین بہتر ہوگا، اور تحفظ کے نقطہ نظر سے کتنے مرکزی سیکوریٹی فورسیز کی ضرورت ہوگی، کیونکہ اس مرتبہ کے انتخاب میں ضلع پریشد رکن کے ۱۱۶۱، پنچایت سمیتی رکن کے ۱۴۹۷، گرام پنچایت مکھیا کے ۸۳۸۶، گرام کچہری سرپنچ کے ۸۳۸۶، گرام پنچایت رکن کے ۱۰۰۰۰۴؍عہدے ہیں، اس میں شفافیت لانے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں، اس پہلو پر بھی تجاویز طلب کئے گئے ہیں، کیونکہ ماضی میں اس الیکشن کے موقعہ پر کئی پر تشدد واقعات رونما ہو چکے ہیں، جن کی وجہ سے نظام الیکشن سوالات کے گھیرے میں آگئے تھے، اس لئے اس مرتبہ کے الیکشن میں اس طرح کے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں، شاید الیکشن کمیشن اس پر نظر رکھنے کے لئے ابھی سے ہی تدبیر اور حکمت عملی اختیار کر رہا ہے، جو کہ مستحسن قدم ہے، خود ووٹروں کی بھی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ماحول اور فضا کو خوشگوار بنانے اور امن وامان کو قائم رکھنے میں الیکشن کمیشن اور ان کے عملہ کا تعاون کریں، یہ بات بھی یاد رکھیں کہ پنچایتی انتخاب دراصل قومی وملکی قیادت کا زینہ ہوتا ہے، یہیں سے قیادتیں ابھرتی اور بلندی تک پہونچتی ہیں، اگر مسلمانوں نے مشترکہ اتحاد فکر وعمل کا مظاہرہ کیا تو مسلم قیادت کے ابھرنے کا موقعہ ملے گا، اس لئے جن علاقوں اور حلقوں میں مسلمانوں کا ووٹ فیصلہ کن ہے وہاں مشورے سے اچھی پوزیشن والے مسلم امیدوار کی نمائندگی کو ترجیح دیں، اگر زیادہ امیدوار کھڑے ہوگئے تو ہمارا ووٹ منتشر ہو جائے گا اور قیادت کے فقدان کا رونا بے معنی رہے گا۔ امتحان ہے تیرے ایثار کا خودداری کا۔

بہت سی جگہوں پر خاندانی جھگڑے اور سماجی اختلافات آڑے آجاتے ہیں، ہمیں اس صورت حال کو بدلنا پڑے گا، ابھی حالیہ اسمبلی انتخابات میں مسلم نمائندوں کے کم ہوتے گراف کے پس پردہ ہمارے آپسی تنازعات اور خاندانی جھگڑے بڑی وجہ رہے ہیں، اس سے ہمیں سبق لینا چاہیے اور اپنی اجتماعی قوت کو کسی بھی حال میں کمزور نہیں ہونے دینا چاہیے، یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ ووٹ گواہی ہے، روپے پیسے لے کر ووٹ دینا گویا کھوٹ ملانا ہے، یہ اخلاقی اصولوں کے خلاف بھی ہے اور گناہ بھی ہے، اس سلسلہ میں بھی بڑی کوتاہیاں برتی جاتی ہیں، جس سے ہم کو بچنا چاہیے۔

سوشل میڈیا پر قانونی شکنجہ

ان دنوں سوشل میڈیا کے ذریعہ غیر مصدقہ اور بعض اوقات جھوٹی خبریں جس تیزی سے پھیل رہی ہیں کہ اس سے نہ صرف ملک کا روایتی میڈیا پریشان ہے؛ بلکہ یہ غیر مصدقہ خبریں سماج میں انتشار کا سبب بھی بن رہی ہیں، ماضی میں اس طرح کی خبروں کی تشہیر کرنے والوں پر حکومت کی طرف سے کوئی ذمہ داری نہیں تھی، لیکن اب خبر یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے اس کو ایک سرکاری نظام کے تحت لانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ فیک نیوز پر کسی قدر قابو پایا جا سکے اس کا شرعی پہلو بھی یہی ہے کہ بغیر تحقیق کے کوئی بات نہ کہی جائے اور نہ پھیلائی جائے، جس شخص نے بے تحقیق کسی شخص پر الزام لگایا اور بلا تحقیق کسی بات پر عمل کیا اگر وہ ایسی چیز سے متعلق ہے جو کان سے سنی جاتی ہے تو کان سے سوال ہوگا اور آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہے تو آنکھ اور دل سے سوال ہوگا کہ یہ شخص اپنے الزام اور اپنے دل میں سجائے ہوئے خیال میں سچا ہے یا جھوٹا، اس پر انسان کے اعضا خود شہادت دیں گے جو حشر کے میدان میں بے تحقیق الزام لگانے والے اور بے تحقیق باتوں پر عمل کرنے والوں کے لئے بڑی رسوائی کا سبب ہوگا، اس لئے آج کے ترقی یافتہ انسانوں کو غور کرنا چاہئے کہ خود کو وہ کہاں اور کس طرح استعمال کر رہے ہیں، اس طرح کے لوگوں پر اگر دنیا میں بھی قانونی شکنجہ کسا جاتا ہے، تو ہمیں نہ صرف خیر مقدم کرنا چاہیے، بلکہ چند قدم آگے بڑھ کر ٹی وی چینلوں پر بھی گرفت کو مضبوط بنانے کی طرف توجہ دلانی چاہیے اور ان کی بھی نگرانی ہونی چاہیے، جو اینکر معاشرہ اور سماج میں فتنے اور زہر پھیلا رہے ہیں انہیں قانون کے سامنے جوابدہ بنانا چاہیے، تاکہ ملک میں امن وشانتی کی فضا قائم رہے۔

مفتی زرولی خاں صاحبؒ

علم وعمل کا نیر تاباں رخصت ہوا

مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی

علماء ربانین کا سوئے آخرت سفر تیزی کے ساتھ جاری ہے، ہر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ایک بڑی علمی شخصیت داغ مفارقت دیئے جارہی ہے، ۲۱؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۷؍دسمبر ۲۰۲۰ء دوشنبہ کے روز جب یہ اندوہناک خبر پھیل گئی تو بدن کا رواں رواں کھڑا ہوگیا کہ علم وعمل کا ایک نیر تاباں، علوم شریعت کا بحر بیکراں، جامعہ احسن العلوم کراچی کا روح رواں، کئی اداروں وتنظیموں کے نگراں، حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خاں صاحبؒ کا انتقال ہوگیا۔

نمایاں خصوصیات

یقیناً مولانا زرولی خاں صاحبؒ ایک عالم بے بدل اور شیخ بافضل تھے، ہزاروں لوگ ان کے ارادت مند اور لاکھوں لوگ ان کے عقیدت مند تھے، وہ سچائی پسند تھے، معرفت الٰہی کے ایک قند تھے اور علامہ بنوریؒ کے روحانی فرزند تھے، وہ ایک بڑے باکمال انسان تھے، انہوں نے اپنی زندگی صداقت وامانت، ریاضت وعبادت اور علمی مشاغل و مصروفیت میں گزاردی، دنیا اور اہل دنیا سے بے انتہا مستغنی تھے، وہ صابر وشاکر اور بڑے مدبر ومفکر تھے۔

علم وفضل، ذکاوت وذہانت، مطالعہ کی وسعت، حاضر دماغی ودور اندیشی، قوت بیانی وقوت استدلالی، زہد وتقوی، عبادت وریاضت، سیاسی بصیرت اور نکتہ آفرینی، یہ ان کی زندگی کے خاص نقاط تھے جن پر سیکڑوں صفحے لکھے جاسکتے ہیں، انہوں نے ایک عالم وفاضل، لائق مفتی، سنجیدہ طبیعت، قابل انسان، محقق ومدبر اور ایک شیوابیان خطیب کی حیثیت سے اپنے معاصرین پر زبردست فوقیت حاصل کرلی تھی، ان کے ملک وبیرون ملک میں ہزاروں شاگرد اور لاکھوں عقیدت مند موجود ہیں۔

پیدائش، تعلیم و فراغت

مفتی زرولی خاں صاحب ۱۹۵۳ء میں جہانگیرہ صوبہ خیبر پختونخوہ پاکستان میں پیدا ہوئے، قرآن کریم کی تعلیم اپنے علاقہ ہی میں حاصل کی، عالمیت وفضیلت یگانۂ روزگار شخصیات سے حاصل کی، جن میں علامہ یوسف بنوریؒ، علامہ عبداللہ کاکا خیلؒ، شیخ عبدالحنانؒ، شیخ لطف الرحمٰنؒ، مولانا احمد الرحمٰنؒ وغیرہم شامل ہیں، ان کی فراغت بنوری ٹاؤن سے ۱۹۷۷ء/۷۸ء میں ہوئی۔

جامعہ عربیہ احسن العلوم کا قیام

فراغت کے بعد ہی ۱۳۹۸ھ میں ایک دینی ادارہ کی بنیاد جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کے نام سے ڈالی، جو بڑی قلیل مدت میں علمی حلقوں میں اپنی نمایاں مقبولیت کی چھاپ بٹھادی، تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ چھوٹا سا دینی ادارہ ایک شجرۂ طوبیٰ اور ایک بڑے جامعہ کی شکل اختیار کرگیا اور ۱۹۸۸ء سے وہاں پر باضابطہ درس نظامی کے تحت دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہوگیا اور اس ادارہ سے سند فراغت حاصل کرنے اور بالخصوص مفتی زرولی خاں صاحبؒ سے استفادہ کرنے والوں کا تانتا بندھنا شروع ہوگیا، ہزاروں تشنگان علوم دین نے اس میکدۂ علم وعمل سے جام طہور نوش کیا اور نہ صرف اپنی علمی پیاس بجھائی؛ بلکہ اس درجہ سیراب ہوئے کہ دوسروں کے لیے بھی پیمانے بھر لے گئے اور ہزاروں علم دین کی پیاس رکھنے والوں کی سیرابی کا سامان کرتے رہے اور کررہے ہیں۔

مفتی زرولی خاں صاحبؒ کمال درجہ کے مفسر تھے، فن تفسیر میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا، وہ تفسیر کی فنی مہارت میں جدا تھے، ان کا انداز بڑا نرالا تھا، سب سے الگ اور اچھوتے انداز کی تفسیر کرتے اور ایسے نکات درآمد کرتے کہ سامع اور طالب عش عش کرنے لگ جائیں، جو ایک مرتبہ ان کے درس تفسیر میں بیٹھ جاتا تو ہمیشہ ان کی تفسیر کے رنگ وآہنگ کا دیوانہ ہوجاتا، گویا وہ ایک تفسیر کا جادوئی کرشمہ اپنے جلو میں رکھتے تھے، اپنے ادارہ کی تعطیلات میں دورۂ تفسیر قرآن کا اہتمام فرماتے، اس دورۂ تفسیر کی پورے ملک میں ایک دھوم تھی، سیکڑوں متلاشیان حق وہاں پہونچتے اور اپنی تسلی کا سامان کرتے، کوئی تو ہر مرتبہ شریک ہوتا اور اس کا اشتیاق بڑھتا ہی چلا جاتا، ہر کوئی بار بار درس میں حاضری کی تمنا لیے رہتا، ایک عجیب کیف ان کے درس کا ہوتا تھا اور قرآنی علوم پر اطمینان کی کیفیت حاصل ہوتی چلی جاتی اور ایمان بالقرآن میں اضافہ تو ہر کوئی محسوس کرکے رہتا۔

علم حدیث کا مقبول استاذ و منفرد شارح

مفتی زرولی خاں صاحبؒ بڑے درجہ کے محدث بھی تھے، انہوں نے درس نظامی کے تحت اکثر کتابوں کی تدریس کی اور فن حدیث وتفسیر کو اپنا شغل خاص بنایا اور درس نظامی کے تحت رائج تمام کتب حدیث کی تدریس ان کے حصہ میں آئی، صحاح کو انہوں نے خوب پڑھایا اور اپنے ہی ادارہ جامعہ احسن العلوم کے وہ شیخ الحدیث بھی تھے، وہ علم حدیث کے فن سے اچھی طرح واقف کار تھے، انہوں نے احادیث رسول اللہ کی منفرد انداز سے توضیح وتشریح کی ہے، وہ رٹی رٹائی تقاریر کے عادی نہیں تھے، ہر حدیث کو ایک نئے انداز سے سمجھانے کا ہنر رکھتے تھے، احادیث رسول ﷺ سے استنباط کی بڑی ماہرانہ صلاحیت رکھتے تھے، اپنی تحقیق پر ان کو رسوخ واعتماد حاصل تھا، شک وتردد سے گریزاں تھے، تقریباً تین دہائیاں انہوں نے مسند حدیث کو زینت بخشی ہے اور ان کے درس حدیث کو کمال درجہ کی مقبولیت حاصل تھی، طلبہ کشاں کشاں چلے آتے اور بخاری شریف کا ان سے درس حاصل کرتے، ان کے درس میں ایک بلا کی تاثیر اور مقناطیسی کیفیت تھی، طلبہ کبھی بیزار نہیں ہوتے، ہر درس ایک عالمی اور تقابلی جائزہ ہوا کرتا تھا، ان کے درس میں ہر اچھے کی اچھائی اور غلط کام کرنے والی کی غلطی نکھر کر سامنے آجاتی اور وہ کھل کر اپنے طلبہ کے سامنے اس کو بیان کرنے میں عار بھی محسوس نہیں کرتے تھے۔

علم وتحقیق میں مرکزی مقام

مفتی زرولی خاں صاحبؒ ایک عظیم محقق بھی تھے، ان کی تحقیق پر ان کو بھی اعتماد تھا اور اکابر علماء کو بھی، اگرچہ ان کے کچھ تفردات تھے اور کچھ مسائل میں جمہور سے ہٹ کر الگ رائے بھی رکھتے تھے؛ مگر ان کے اہل حق واہل سنت ہونے میں کسی کو کوئی اشکال نہیں اور ان کے مخلص ہونے میں سب کو یقین کامل حاصل تھا، اس لیے ان کے تفردات پر زیادہ نکیر کرنے کے بجائے علمی جواب دے کر نظر انداز کردیا جاتا تھا؛ مگر وہ اپنی رائے پر بھرپور اعتماد رکھتے اور اس کو پورے رسوخ کے ساتھ بیان کرتے اور قوت بیانی میں بھی بے بدل ہونے کی بناء پر اپنی رائے کو بڑے زور اور قوت سے بیان کرتے اور علمی دلائل سے اس کو ثابت بھی کرتے۔

حق گوئی وبے باکی کا ایک جلی عنوان

حق پسندی وسچ گوئی ان کے مزاج کا لازمہ تھی، اظہار حق کی جرأت ان کے رگ وریشہ میں پیوست تھی، ان کی حق گوئی وصاف بیانی کی کئی مثالیں موجود ہیں، جس بات کو انہوں نے سچ اور حق سمجھا اس کے اظہار میں اپنے اور بیگانہ کی کوئی پرواہ نہیں کی، اظہار حق پر دوست واحباب بگڑ گئے، نیازمندوں کو گرانی ہوئی، ساتھیوں کے دل غبار آلود ہوئے؛ مگر اظہار حق کے لیے مفتی صاحب نے سب کچھ گوارا کرلیا، کبھی احقاق حق سے ایک قدم بھی خود کو پیچھے نہیں ہٹایا، کسی کی شہرت یا کسی کی دولت ان کے اظہار حق میں مانع بننے کی جرأت نہ کرسکی، وہ کسی پر تنقید کرتے تو بڑی مضبوط اور کھل کر کرتے اور کسی کی اچھائی بیان کرنا ہوتو بے دریغ بیان کرتے، ان کے پاس ملمع سازی کا کوئی تصور نہیں تھا اور نہ ہی چاپلوسی ومداہنت کا، وہ صاف گو اور صاف عمل تھے، جو بیان کرتے وہی عمل سے ظاہر کرتے، اپنے کسی دوست وتعلق بردار میں بھی کوئی برائی محسوس کرتے تو فوراً ٹوک دیتے، عجیب بات یہ ہے کہ ان کے ٹوکنے کا کوئی برا نہیں مانتا تھا؛ بلکہ ان کی کڑوی کسیلی کو لوگ بڑی محبت سے سنتے اور اس پر توجہ بھی کرتے۔

خطابت کی نمایاں شان

مولانا زرولی خاں صاحبؒ ایک خاص مزاج کے خطیب تھے، بڑے کہنہ مشق واعظ تھے، اپنے خطاب کو کتاب وسنت سے آراستہ کرتے، احوال زمانہ کی نظیریں خوب بیان کرتے، عمومی غلطیوں اور دینی غلط فہمیوں کو خوب کھول کر بیان کرتے، ایسی بعض کوتاہیاں جو عموم بلویٰ کی شکل اختیار کرگئی ہیں لوگ اس پر نکیر کرنا نہیں چاہتے، مفتی صاحب ایک خاص انداز سے ان کو بیان کرتے اور ان کے مفاسد کا تذکرہ بڑے اچھوتے انداز میں کرتے، ان کے خطاب ووعظ کا ایک نرالا انداز تھا، محسوس کرنا مشکل ہوتا کہ وہ درس دے رہے ہیں یا شب جمعہ کی مجلس سے خطاب کررہے ہیں یا خطبۂ جمعہ ارشاد فرمارہے ہیں، بیان کا ایک تسلسل ہوتا تھا، اور اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کرتے، کبھی کبھی اشعار کو بڑے لطف لے کر پڑھتے اور کبھی ترنم میں پورے سوز کے ساتھ اشعار پڑھتے اور ان کا ترجمہ وتشریح کرتے، ان کی آواز میں بلا کی چاشنی اور وزن تھا، ایک کھنچاؤ کی کیفیت تھی، ایک درد تھا اور ایک اندورن کا احساس تھا جو ہر کسی کو ان کی جانب مائل کردیتا، ان کے بیانات کے چھوٹے چھوٹے تراشے خوب ارسال کئے جاتے تھے، اور اس میں اصلاح وتبدیلی کی بڑی عمدہ اور کامیاب باتیں ہوتی تھیں، وہ پشتو زبان میں بھی تقریر کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی اس زبان میں اشعار پڑھا کرتے تھے اور سامعین کی ضرورت کی بات کرتے، علمی بات کو بھی بڑی سادگی کے ساتھ بیان کرتے اور سامع کے مزاج کو سمجھ کر گفتگو کرنے کا بڑا ملکہ اپنے اندر رکھتے تھے۔

تصنیف وتالیف میں منفرد مقام

مولانا زرولی خاں صاحبؒ ایک صاحب طرز ادیب ومصنف بھی تھے، ان کی کئی علمی کاوشیں منظر عام پر آچکی ہیں، ان کے مقالات کے مجموعے چھپ چکے ہیں، ان کی تقاریر کو محفوظ کرکے بالترتیب شائع بھی کیا گیا، کئی علمی وفقہی موضوعات پر ان کی اپنی الگ رائے پر مشتمل تحقیقی تصانیف بھی منظر عام پر آئی ہیں اور اصلاحی عناوین پر بھی ان کی کتابیں موجود ہیں۔

فقاہت کا امام

مفتی زرولی خاں صاحبؒ عظیم فقیہ بھی تھے، ان کی فقاہت پر سب کو ناز تھا، ان کی فقیہانہ شان سے سب متعارف تھے، وہ فقہی سیمناروں کی ایک جدا شان ہوا کرتے تھے، ان کے فقہی مقالات کو نظر تحسین حاصل تھی، انہوں نے فقہ وفتاوی کا خوب کام کیا تھا، ان کے کئی فتاوی مرتب بھی ہوچکے تھے، ان کی فتوی نویسی پر علماء اعتماد کرتے تھے، اگرچہ کچھ کچھ مسائل میں وہ جمہور سے بالکل مخالف رائے رکھتے تھے؛ مگر تحقیق بڑی عمدہ پیش کرتے تھے، آپ حنفیت کے ترجمان تھے، فرق ضالہ کا خوب رد کرتے تھے۔

پژمردہ قلوب کی تازگی

مفتی زرولی خاں صاحبؒ اصلاح وتربیت کا بھی بڑا کام کرتے تھے، ہزاروں لوگ آپ سے وابستہ تھے، آپ کے حلقۂ ارادت سے کافی لوگ وابستہ تھے اور اپنی روحانیت کو جلا بخشتے تھے، ہر شب جمعہ آپ کی اصلاحی نشست ہوتی تھی، جمعہ سے قبل بھی خطاب فرماتے تھے، آپ اپنے ادارہ کی مسجد میں خود امامت فرماتے تھے۔

وفات حسرت آیات

اتنی ساری خصوصیات وکمالات کا ایک جامع انسان اپنی تمام تر صلاحیتوں سے امت کی خوب خدمت اور دین متین کی اشاعت وحفاظت کا فریضہ انجام دے کر ۲۱؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۷؍دسمبر ۲۰۲۰ء دوشنبہ کو ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گیا اور ۸؍دسمبر کو بوقت ظہر یہ علم وتحقیق کا نیر تاباں عالم فانی سے عالم باقی کی طرف روانہ ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آئین ہند میں دعوت دین کی آزادی

مولانا محمد کمال اختر قاسمی

یہ حقیقت ہے کہ ملک کے جمہوری ڈھانچے کو کمزور کرنے اور ملک کی آئین کی آئینی حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، لیکن موجودہ آئین ہندوستان میں بسنے والے تمام انسانوں کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے اور مذہب کی نشر واشاعت کے لیے دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتعلم کی اجازت دیتا ہے، آئین ہند کی دفعہ ۲۵؍میں واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ تمام انسانوں کو آزادی ضمیر اور آزادی سے مذہب قبول کرنے اور اس کی پیروی کرنے کا مساوی حق حاصل ہے۔

اس آئین کے تحت غیر مسلموں کے سامنے حکمت کے ساتھ دین کی دعوت پیش کرنے اور اسلام کی حقانیت و صداقت اور دنیاوی واخروی زندگی کے لیے اسلامی تعلیمات کی معنویت کو ثابت کرنے کی بھرپور گنجائش ہے، مختلف ذرائع سے ہم برادران وطن کو یہ باور کراسکتے ہیں کہ اسلام ہمارے لیے ملکی وقومی، داخلی وخارجی تمام مسائل کا حل ہے، آئین ہند میں مذہب پر عمل کرنے اور مذہب کی تبلیغ واشاعت کے لیے حاصل شدہ آزادی کا ایک عظیم نعمت ہے، ہندوستان میں یہ موقع کب تک حاصل رہے گا اس تعلق سے تجزیہ نگار تشویش کا اظہار کرتے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ انتہا پسند طاقتیں ملک کے دستور پر حملہ کررہی ہیں۔ دستور میں موجود ان تمام دفعات کے خلاف منظّم جدو جہد کررہی ہیں، جن میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے، بلکہ ان دفعات میں ترمیم کی ابتدا ہوچکی ہے، جن کے ذریعہ مسلمانوں کو تحفظ فراہم ہوتا ہے۔ اس لیے اس وقفہ غنیمت میں ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔

نفرت کے ماحول میں دعوت دین کا موقع:

وطن عزیز میں ایک طرف اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں شدت پیدا ہوتی جارہی ہے، اور مذہبی منافرت و عداوت کا سہارا لے کر ملک میں نفرت انگیز ماحول پیدا کیا جارہا ہے، ان سب کے باوجود ایک نظریاتی مذہب اور معقول بنیادوں پر قائم طرز زندگی کے حاملین کے لیے اس دشوار ترین صورت حال میں اللہ کے دین کی دعوت کے مواقع تلاش کرنا چاہئے، ہر شر کے پیچھے خیر کا عنصر ہوتا ہے، بس ضرورت ہے کہ باریک بینی کے ساتھ پرفتن ماحول میں خوش گوار موقع کی تلاش کے لیے سنجیدہ کوشش کی جائے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جوں ہی اس دین کو لوگوں کے سامنے پیش کیا، مخالفت وعداوت کا طوفان برپا ہوگیا تھا، لیکن ان مشکل حالات میں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت وفراست کے ساتھ اسلام کی دعوت کے لیے ماحول کو ہموار کیا، ہندوستان میں درپیش مشکل صورت حال کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ آج جہاں عالمی پیمانہ پر سوچ وفکر میں تبدیلی ہورہی ہے، وہیں یہاں بھی بڑی حد تک تبدیلی نظر آرہی ہے، مثلاً جدید سائنس نے یہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے غور وفکر کے زاویہ میں خاصی تبدیلی پیدا کی ہے، اور حقیقت کو سمجھنے کے جذبات میں بڑی حد تک اضافہ ہوا ہے، اسی طرح ذرائع ابلاغ کی وسعت اور ہر انسان کی اس تک رسائی نے اسلام کے تعارف کے لیے وسیع پیمانے پر راستہ کھول دیا ہے، تعلیم کے میدان میں بھی وسعت ہوئی ہے، طلبہ واساتذہ اور تعلیمی امور سے وابستہ افراد اسلام کے متعلق درست معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

منفی پروپیگنڈوں میں دعوت کے مواقع:

پچھلے کچھ سالوں سے ملک میں درپیش حالات کا تجزیہ بتاتا ہے کہ یہاں اسلام کے تعلق سے منفی پروپیگنڈوں اور اسلاموفوبیا میں کافی اضافہ ہوا ہے، مخصوص ذہنیت کے سیاسی کارندے اپنی تمام تر نااہلیوں کے باوجود کرسی اقتدار پر قابض رہنے کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے نفرت انگیز بھاشنوں کے ذریعہ زہر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے ایک طرف جہاں اسلام کے خلاف منفی باتوں کا اشتہار ہوتا ہے، وہیں اسلام کا کثرت سے ذکر ہونے کی وجہ سے پڑھے لکھے غیر مسلموں کے علاوہ عام برادران وطن میں بھی اسلام کو جاننے اور سمجھنے کی جستجو پیدا ہورہی ہے، بہت سے لوگ خصوصاً پڑھے لکھے نوجوان اسلام کو گہرائی سے سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کرنے لگے ہیں۔

ہندو مذہب کا اوہام وخیالات اور رسوم ورواج پر مشتمل ہونا:

دعوت دین کے قیمتی مواقع میں جہاں ایک طرف اسلامی تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں، وہیں برادران وطن جس مذہبی نظریہ کی اتباع کرتے ہیں، وہ فطرت انسانی سے دور محض اوہام وخیالات اور اختراعات پر مشتمل رسومات کا نام ہے، جو نہ تو شعور وخرد کے مطابق ہے، اور نہ ہی انسانی زندگی کے تقاضوں اور مطالبات کی تکمیل میں کسی بھی طرح سے معاون ہے، کیوں کہ ہندومت متضاد عقائد ورسومات کا مجموعہ ہے، جس کی حقیقی بنیاد نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے موجد اور بانی کے متعلق کوئی مستند معلومات ہیں، مندر میں جانے والا بھی ہندو ہے اور جس کے مندر جانے سے مندر ناپاک ہوجاتا ہے، وہ بھی ہندو ہے، وید کی تلاوت کرنے والا بھی ہندو ہے اور وید کی آواز سن لینے کے جرم میں جس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیے جانے کا قانون ہے وہ بھی ہندو ہے، ہندو مت کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو کہتے ہیں: ’’حتمی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ کوئی مذہب ہے بھی یا نہیں، کیوں کہ اپنی موجودہ صورت میں یہ مذہب بہت سے عقائد اور اصول کا مجموعہ ہے، جو اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ سطح پر محیط ہیں اور ان میں سے بہت سے ایک دوسرے کے متضاد بھی ہیں۔‘‘

ایسے موقع سے جب کہ دوسرا نظریہ محض رسم ورواج، قصے، کہانیاں او اختراعی افسانوں پر مبنی ہو تو اس نظریہ کی نشر و اشاعت کے لیے خوبصورت مواقع خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں، جو انسانی تقاضوں کی تکمیل اور انسان کے دنیاوی و اخروی کامیابیوں سے متعلق تمام امور میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

مذہبی جمود میں کمی:

برادران وطن میں جہاں مذہبی تقدیس سے ہٹ کر تاریخی ثبوت کو جاننے کے رجحان میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، وہیں غیر معقول مذہبی نظریہ پر جمود میں بھی بہت حد تک کمی دیکھنے کو مل رہی ہے، علمی وتحقیقی ذمہ داریوں سے وابستہ تعلیمی افراد میں مذہبی جمود بہت کم ہے، اور دھیرے دھیرے متوسط افراد کے جمود میں بھی کمی پیدا ہورہی ہے، برادران وطن میں یہ تبدیلی بھی دعوت اسلامی کے لیے اہم مواقع ہے۔

سنجیدہ مکالمہ کی طرف بڑھتا رجحان:

حقائق کی تلاش اور مذہبی جمود سے بیزاری کے ساتھ ساتھ برادران وطن کے سنجیدہ طبقات میں سنجیدہ مکالمہ اور گفت وشنید کے رجحان میں بھی اضافہ ہورہا ہے، اسکولس، کالجز اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ وطلبہ سے لے کر دیگر شعبوں سے وابستہ سنجیدہ طبقات معقول بنیادوں پر مذہبی مکالمہ کو پسند کرتے ہیں اور حقیقت پر مبنی معقول تعلیمات پر غور وفکر کی کوشش بھی کرتے ہیں، خاص کر جدید اذہان میں تحقیق وجستجو اور اس کے نتیجے میں ثابت شدہ حقائق کو قبول کرنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔

مذہبی تقدیس سے ہٹ کر تاریخی ثبوت کی طرف بڑھتا رجحان:

دعوت دین کے مواقع میں اہم ترین موقع یہ بھی سامنے آیا کہ برادران وطن کے تعلیم یافتہ طبقوں میں مذہبی تقدیس سے ہٹ کر مذہب کے تاریخی ثبوت کو تلاش کرنے کی طرف رجحان میں بھی اضافہ ہوا ہے، برادران وطن کے بڑے طبقے میں تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے، ان میں سوچنے سمجھنے اور تمام امور کو حقائق کی نگاہ سے دیکھنے کا مزاج پیدا ہوا ہے، اس لیے ایک بڑا طبقہ مذہب کو اوہام وخیالات اور تقدیس سے بالاتر ہوکر حقائق اور تاریخی ثبوت کی بنیاد پر اختیار کرنا چاہتا ہے، چنانچہ غیر مسلموں کی بہت سی اہم شخصیات اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد ہندو مذہب کے تاریخی ثبوت پر سوالات قائم کرتے ہیں اور کوئی تاریخی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس سے اپنی برأت کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ اسلام چوں کہ تاریخی حقائق اور تاریخی ثبوت پر مبنی نظریہ حیات ہے، جو افسانوی قصوں اور اوہام و خیالات کا سخت مخالف ہے، اس لیے برادران وطن میں حقائق پسند نظریہ کے حاملین کی تعداد میں اضافہ دعوت دین کے لیے خوشگوار موقع ہے۔

باہمی اختلاط اور مشترک معاملات:

وطن عزیز میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان اکثر امور مشترک ہیں، شہر ہو یا گاؤں، سب لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں، مسلم اور غیر مسلم بچے ایک ساتھ پڑھتے ہیں، اسکولوں، کالجوں، فیکٹریوں، اسپتالوں اور دیگر عوامی مقامات میں سب ایک ساتھ آمد ورفت کرتے ہیں، غیر مسلموں سے ہمارے اچھے روابط اور معاملات بھی ہوتے ہیں، مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال کی محفلیں بھی ہوتی ہیں، یہ باہمی اختلاط اور تمام امور میں اشتراک دعوت دین کے لیے اہم ثابت ہوسکتا ہے۔

برادران وطن کا سماجی ڈھانچہ:

ہندوستان میں برادران وطن کا سماجی ڈھانچہ بھی دعوت دین کے لیے اہم موقع فراہم کرتا ہے، ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ برادران وطن مختلف سماجی تانے بانے میں الجھے ہوئے ہیں، ان میں بنیادی طور پر شدید اختلاف و انتشار بلکہ باہمی کش مکش شدت سے پائی جاتی ہے، ایک قلیل ترین طبقہ بڑے طبقہ کو اچھوت قرار دے کر ان کے ساتھ ظلم وزیادتی اور ہر طرح کے سماجی استحصال کا رویہ اختیار کرتا ہے، سماج میں اونچ نیچ اور چھوت اچھوت کی یہ تقسیم چوں کہ مذہبی بنیادوں پر ہے، اس لیے جس طبقہ کو اونچے سماج میں شمار کیا جاتا ہے، وہ اپنی برتری اور دوسروں کی تذلیل وتوہین کو مذہب سے حاصل شدہ اپنا لازمی حق سمجھتا ہے، اور اپنی تعظیم وتکریم کو بنیادی حق تصور کرتا ہے، جبکہ دوسرا طبقہ اس ذلت آمیز تقسیم سے شدید نالاں ہے، اور ہر وقت اس توہین آمیز تقسیم اور اس کے نتیجے میں اپنے اوپر برپا کیے جانے والے جارحانہ طرز عمل کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہے، ان تمام زیادتیوں کی بنیاد چونکہ مذہب ہے، اس لیے اس مذہب سے اپنی وابستگی کو ختم کر کے ایسے نظریہ کی تلاش میں ہے جو انسانیت کی تکریم وتعظیم کے اصولوں کا مکمل لحاظ کرتا ہو اور ایسے سماج کی تشکیل پر یقین رکھتا ہو جہاں نابرابری اور مذہبی جارحیت کی قطعاً گنجائش نہ ہو، سماجی برابری اور تکریم انسانی اسلام کا بنیادی موضوع ہے، اس لیے اس پہلو سے دعوت دین کے مواقع کی بے حد اہمیت ہے۔

صفحہ اول کا بقیہ

عزیزو! تبدیلیوں کے ساتھ چلو، یہ نہ کہو کہ ہم اِس تغیر کے لئے تیار نہ تھے، بلکہ اب تیار ہوجاؤ، ستارے ٹوٹ گئے؛ لیکن سورج تو چمک رہا ہے، اُس سے کرنیں مانگ لو اور اُن اندھیری راہوں میں بچھادو جہاں اُجالے کی سخت ضرورت ہے، میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم حاکمانہ اقتدار کے مدرسے سے وفاداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرو اور کاسہ لیسی کی وہی زندگی اختیار کرو جو غیر ملکی حاکموں کے عہد میں تمہارا شعار رہا ہے، میں کہتا ہوں جو اُجلے نقش ونگار تمہیں اِس ہندوستان میں ماضی کی یادگار کے طور پر نظر آرہے ہیں وہ تمہارا ہی قافلہ لایا تھا، اُنہیں بھلاؤ نہیں، اُنہیں چھوڑو نہیں، اُن کے وارِث بن کر رہو اور سمجھ لو کہ اگر تم بھاگنے کے لئے تیار نہیں تو پھر تمہیں کوئی طاقت نہیں بھگا سکتی۔

آؤ، عہد کرو کہ یہ ملک ہمارا ہے، ہم اِسی کے لئے ہیں اور اِس کی تقدیر کے بنیادی فیصلے ہماری آواز کے بغیر ادھورے ہی رہیں گے۔ آج زلزلوں سے ڈرتے ہو، کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے۔ آج اندھیرے سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں رہا کہ تمہارا وجود ایک اُجالا تھا۔ یہ بادلوں کے پانی کی سیل کیا ہے کہ تم نے بھیگ جانے کے خدشے سے اپنے پائینچے چڑھا لئے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اُتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو اُن پر مسکرائے، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا، صرصر اُٹھی تو رُخ پھیر دیا، آندھیاں آئیں تو اُن سے کہا۔ تمہارا راستہ یہ نہیں ہے۔ یہ ایمان کی جانکنی ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے ہی گریبان کے تار بیچ رہے ہیں اور خدا سے اِس درجہ غافل ہو گئے ہیں کہ جیسے اُس پر کبھی ایمان ہی نہیں تھا۔

عزیزو! میرے پاس تمہارے لئے کوئی نیا نسخہ نہیں ہے، چودہ سو برس پہلے کا نسخہ ہے، وہ نسخہ جس کو کائناتِ انسانی کا سب سے بڑا محسن لایا تھا، وہی نسخہ تمہاری حیات کا ضامن اور تمہارے وجود کا رکھوالا ہے، اُسی کا اتباع تمہاری کامرانی کی دلیل ہے۔‘‘

ہم میں سے ہر شخص کو معاشرہ کی اصلاح کے لئے اپنے حصہ کی محنت کرنی ہوگی

رپورٹ نظامت بر موقع مجلس عاملہ امارت شرعیہ منعقدہ ۲۹/ نومبر ۲۰۲۰ء

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ کورونا وائرس کے ان مشکل حالات میں بھی ہم سب لوگ آج امارت شرعیہ کی مجلس عاملہ کی اس اہم میٹنگ میں شریک ہو کر ماضی میں کیے گئے کاموں کا جائزہ لینے اور مستقبل کے لیے منصوبے بنانے کے لیے جمع ہیں۔ حمد و ثنا کے بعد ہم سب سے پہلے صمیم قلب سے آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اپنا قیمتی وقت فارغ کر کے آج کی اس آن لائن میٹنگ میں شریک ہوئے اور اپنی قیمتی آراء سے استفادہ کا موقع دیا، آپ کی یہ محبت و عنایت نہ صرف امارت شرعیہ سے قلبی لگاؤ کی علامت ہے، بلکہ اس کے روشن مستقبل کے لیے فال نیک بھی ہے۔ اللہ کرے یہ تعلق اور محبت آئندہ بھی قائم رہے، ہم آپ حضرات کی توجہات و عنایات سے فیضیاب ہوتے رہیں اور ہمارا آج کا بیٹھنا امارت شرعیہ اور قوم و ملت کے لیے مفید ثابت ہو۔ آمین!

ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنا اور ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کے لیے جدو جہد کرنا، جس میں ہر قدم پر قانون شریعت کا احترام کیا جاتا ہو اور معاشرہ کا کوئی فرد شریعت کی کھلی مخالفت کی ہمت نہ کرسکتا ہو؛ امارت شرعیہ کے پیغامات کا سب سے اہم اور بنیادی حصہ ہے، امارت کے قیام سے اب تک اکابر امارت نے ہمیشہ اس مقصد کو اپنا نصب العین بنایا اور اسکو اپنی جدو جہد کا بنیادی محور تصور کیا۔

امارت شرعیہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں شریعت اسلامیہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کرنا ہے جس کا ہر فرد منہج نبوی کے مطابق اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی گذارے، اس کے لیے امارت شرعیہ مستقل اصلاح معاشرہ کا کام کرتی رہتی ہے، اصلاح معاشرہ کے جلسوں کے علاوہ، پمفلٹ اور اخباروں میں مضامین کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کی تحریک چلائی جاتی ہے، ائمہ کرام کو بھی وقتاً فوقتاً ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ اصلاح معاشرہ کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تقریروں کا موضوع بنائیں، امارت شرعیہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب میں بھی اصلاح معاشرہ کے تعلق سے مستقل مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

اصلاح معاشرہ کی ان کوششوں کے باوجود معاشرہ کی حالت میں خاطر خواہ بہتری نہیں آرہی ہے، قتل و غارت گری، خانگی جھگڑے، تشدد، عصمت دری، زمینی تنازعات، آپسی نفرت و عداوت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، اس لیے ہم میں سے ہر شخص کو معاشرہ کی اصلاح کے لیے اپنے حصہ کی محنت کرنی ہوگی اور اس کام کو اپنے گھر اور محلّہ سے کرنا ہوگا، ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی روزمرہ کی زندگی کی نگرانی کرے اور ان کے اندر صالح اقدار، نیکی اور سچ بولنے کی عادت، جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، کینہ، آپسی نفرت و عداوت جیسے گناہوں اور جرائم کے تئیں نفرت، بے حیائی، منشیات اور فحش چیزوں سے اجتناب کا مزاج پیدا کرے، ان کی تعلیم و تربیت کا بھی خیال رکھے، جب نئی نسل پر بچپن سے ہی اچھا انسان بنانے کی محنت کی جائے گی تبھی جا کر ہم اچھے سماج کی تشکیل کر پائیں گے، کیوں کہ اچھے افراد سے مل کر ہی اچھا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

جب سے مرکز میں ایک خاص نظریہ پر یقین رکھنے والی پارٹی برسر اقتدار ہے، اس کے ذریعہ ملک کی عام فضا میں نفرت و تعصب، فرقہ پرستی و عدم رواداری تیزی سے بڑھی ہے، عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور مسلم پرسنل لا پر لگاتار حملے کیے جارہے ہیں، سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے سیاہ قوانین کے ذریعہ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، سال گذشتہ جب سٹیزن شپ امینڈمنٹ بل پارلیامنٹ میں منظوری کے لیے پیش ہوا تھا، اور این آر سی کا پلان حکومت اندرون خانہ بنا رہی تھی، اسی وقت سے مفکر اسلام حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اس کے پیش آئیند سنگین خطرات کو محسوس کیا اور امارت شرعیہ و خانقاہ رحمانی کے پلیٹ فارم سے عوامی بیداری کی مہم شروع کی، حضرت امیر شریعت کی رہنمائی میں امارت شرعیہ نے اس موضوع پر اول دن سے ہی مضبوطی سے کام کیا اور عوامی بیداری اور ان قوانین کے خلاف مظاہروں و احتجاج میں قائدانہ کردار ادا کیا، بہار کے اکثر مقامات پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں و دھرنوں میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران پہونچے اور اپنے خطاب سے عوامی بیداری پیدا کی، ملک کے دستور اور اس کی جمہوریت پر یقین رکھنے والی مختلف سیاسی پارٹیوں کو اس تحریک میں شامل کیا، ان پارٹیوں کے سربراہوں سے مل کر اس قانون کی خطرناکی سے انہیں آگاہ کیا۔ کئی مرتبہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں ان سیاسی پارٹیوں کے سربراہان کی میٹنگ ہوئی، ایک میٹنگ میں کم و بیش ۳۴/ سیاسی اور سماجی جماعتوں کے اول درجہ کے رہنماؤں کے ساتھ حضرت امیر شریعت کی صدارت میں مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں میٹنگ ہوئی، اور مضبوط حکمت عملی طے کی گئی، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ یہ سیاسی جماعتیں بھی اس مہم میں شریک ہوئیں۔ حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر تینوں ریاستوں کے ماہرین وکلاء کی میٹنگ سی اے اے کے قانون پر غور وخوض کے لئے بلائی گئی، ایک میٹنگ میں پانچ سو کے قریب وکلاء شریک ہوئے، جس میں سپریم کورٹ اور مختلف ریاستوں کے ہائی کورٹس کے سینئر وکلاء بھی شامل تھے۔ امارت شرعیہ کی ہدایت پر پوری ریاست میں اس قانون کے خلاف انسانی زنجیر بنائی گئی، جو بہت کامیاب رہی، امارت شرعیہ کی نگرانی میں تمام اضلاع کے مرکزی مقامات پر سیاسی پارٹیوں کے تعاون سے دھرنے دیے گئے۔ اس کے علاوہ قانونی لڑائی بھی شروع کی اور نہ صرف سپریم کورٹ میں کیس درج کرایا بلکہ امارت شرعیہ کی تحریک پر پورے ملک سے سیکڑوں کیس سپریم کورٹ میں رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ اسی طرح جب ووٹر ویری فکیشن اور ووٹر لسٹ میں ناموں کے اندراج کا مرحلہ شروع ہوا تو اس موقع پر بھی امارت شرعیہ نے بڑے پیمانے پر پورے ملک میں ووٹر لسٹ میں ناموں کے اندراج اور تصحیح کی مہم چھیڑی۔ تینوں صوبوں میں پھیلے ہوئے اپنے معاونین و مخلصین، نقباء، نائبین نقباء، ارباب حل و عقد، ارکان شوریٰ و عاملہ، ضلعوں اور بلاکوں کے صدور و سکریٹریز، مدارس کے ذمہ داروں اور اساتذہ، ائمہ مساجد کو اس اہم کام میں لگایا اور ان کے تعاون سے انقلابی سطح پر اس کام کو انجام دیا، کئی بار صوبائی و مرکزی الیکشن کمیشن کو خط لکھ کر اور میمورنڈم دے کر ووٹری فکیشن اندراج کی تاریخ بڑھوائی۔ آپ کو جو رپورٹ بھیجی گئی ہے، اس میں ان دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف لاک ڈاؤن کی وجہ سے احتجاجی مظاہرے بند ہو گئے، حکومت کی توجہ بھی کورونا پر مرکوز ہوگئی، لیکن پھر سے یہ جن بوتل سے باہر آچکا ہے اور حال ہی میں امت شاہ اور بی جے پی کے کئی قد آور لیڈروں نے ایک بار پھر سی اے اے اور این آر سی کا راگ چھیڑ دیا ہے، اس لیے ایک بار پھر متحد ہو کر پوری قوت سے اس لڑائی کو لڑنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مضبوط لائحہ عمل بنایا جائے تا کہ اس فتنہ کا مستقل سد باب ہو سکے، اسی لیے آج کے ایجنڈے میں اس موضوع کو خاص طور پر شامل کیا گیا ہے، امید ہے کہ مفید رائیں سامنے آئیں گی۔

اس وقت پورا ملک ایک عجیب قسم کی نفرت و تعصب کی فضا میں سانس لے رہا ہے، ہر طرف نفرت اور لاقانونیت کا بول بالا ہے، آئے دن فرقہ وارانہ فسادات، ماب لنچنگ، مدارس و مساجد پر حملے اور اقلیتی طبقات کو پریشان و ہراساں کرنے کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ حالات کافی تشویش ناک ہیں اور ملک کے تمام امن پسند شہریوں کو اس پر قابو پانے کے لیے کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔ امارت شرعیہ حتی الوسع اس طرح کے واقعات کے سد باب کی کوشش کرتی رہتی ہے، لیکن ضرورت ہے کہ امت کے فکر مند حضرات اپنی آنکھیں کھلی رکھیں اور جب بھی اس طرح کے واقعات پیش آئیں تو اس کی خبر پولیس اور انتظامیہ کو کریں، امارت شرعیہ کو بھی اس کی خبر دیں، اور اپنی طرف سے امن و امان بحال کرنے کی پوری کوشش کریں۔ امارت شرعیہ میں باضابطہ ایک شعبہ اس کام کے لیے قائم ہے، سال بھر اس شعبہ کے ذریعہ جو کام انجام دیے گئے اس کی روداد اس رپورٹ میں موجود ہے۔

اس سال کورونا وائرس کی وبا نے پوری دنیا میں جو آفت مچائی اور عالمی نظام کو جس طرح تہ و بالا کر دیا اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، پوری دنیا کی حکومتوں نے اپنے اپنے ملک میں لاک ڈاؤن لگا دیا، نظام زندگی درہم برہم ہو گیا، زندگی کی رفتار تھم گئی، بازاروں کی رونقیں ختم ہوگئیں، عبادت گاہوں میں تالے پڑ گئے، جمعہ و جماعت کا ذکر کیا کعبۃ اللہ جو کبھی طواف و زیارت سے خالی نہیں رہتا تھا، وہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، حتی کہ سعودی حکومت نے اس سال بیرونی حضرات کو سفر حج سے بھی منع کر دیا، جس سے لاکھوں افراد جو حج کا فارم بھرے ہوئے تھے اور پوری تیاریاں کر چکے تھے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی نہ کر سکے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو مذہبی رہنمائی کی ضرورت پڑی تو امارت شرعیہ نے مذہبی و ملی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ہر قدم پر لوگوں کی مذہبی رہنمائی کی، اس کی روداد بھی آپ کے سامنے آئے گی۔

جب لاک ڈاؤن کا زمانہ طویل ہو گیا اور ملک بھر کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کر رہے بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے طلبہ کی وطن واپسی کا مسئلہ کھڑا ہوا، اس موقع پر امارت شرعیہ نے غیر معمولی سرگرمی دکھائی حکومت بہار اور اتر پردیش کی حکومت سے تحریری طور پر طلبہ کو بحفاظت گھر پہونچانے کا مطالبہ کیا کہ، طلبہ کی مکمل فہرست ان کے نام، ولدیت، پتے، آدھار نمبر اور موبائیل نمبر کے ساتھ کمپوز کرا کر دونوں صوبوں کی حکومت کے حوالہ کیا، حکومت و انتظامیہ کی مدد سے ہزاروں طلبہ کو بحفاظت ان کے وطن پہونچایا، راستے میں ان کے کھانے پینے اور دیگر سہولیات کا انتظام کرایا، راقم الحروف بذات خود اس مہم میں مستقل لگا رہا، تا آنکہ اس میں کامیابی ملی اور طلبہ اپنے اپنے گھروں تک بحفاظت پہونچ گئے۔ امارت شرعیہ کی اس معاونت کی نہ صرف وطن واپس ہونے والے طلبہ نے بلکہ مدارس کے ذمہ داروں اور اساتذہ نے بھی خط، فون اور اپنی تحریروں کے ذریعہ شکریہ ادا کیا، خاص کر دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا ابو القاسم نعمانی صاحب مدظلہ نے فون کر کے شکریہ ادا کیا، مظاہر العلوم سہارن پور کے اساتذہ و ذمہ داروں نے فون اور تحریر کے ذریعہ شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں، دیگر اداروں کے ذمہ داروں کی طرف سے بھی شکریہ کے پیغامات آئے۔ اسی طرح دیگر مسافرین کا بھی تعاون کیا گیا۔ حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر امارت شرعیہ کے مرکزی اور تینوں ریاستوں کے ذیلی دفاتر سے بڑے پیمانے پر ریلیف کا کام ہوا، اور مختلف ذرائع سے بار بار اہل خیر حضرات سے پریشان حال لوگوں کی مدد کرنے کی اپیل کی گئی۔

امارت شرعیہ کے شعبہ جات میں اہم شعبہ بیت المال امارت شرعیہ کا ہے۔ کورونا وائرس اور لاک ڈاؤن نے دنیا کی تجارت اور اقتصادیات پر جو تباہ کن حملہ کیا اس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں، لوگ دانے دانے کو محتاج ہو گئے بڑی بڑی کمپنیاں اور مشنریاں بند ہوگئیں، اس ہلاکت خیزی کا اثر مذہبی و فلاحی اداروں اور تعلیم گاہوں پر بھی پڑا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ تمام تعلیمی ادارے بند ہیں، ان کے اساتذہ و ملازمین مالی دشواریوں میں مبتلا ہیں، نہ جانے کتنے قلیل وسائل والے اداروں کے اساتذہ و ملازمین فاقہ کشی کے شکار ہیں، وہ مدارس اور ادارے اپنے ملازمین کو شہریہ فراہم نہیں کر پا رہے ہیں، بلکہ لاک ڈاؤن کے ابتدائی دنوں میں ہی بہت سے اداروں نے ملازمین کی تنخواہ دینے اور دیگر کسی معاونت سے ہاتھ اٹھا لیا، ان ناگفتہ بہ حالات میں امارت شرعیہ کے پھیلے ہوئے نظام کو باقی رکھنا، اس کے بیت المال کو مستحکم رکھنا اور اپنے سیکڑوں ملازمین کو شہریہ دیتے رہنا یہ ہمارے لیے سب سے بڑا چیلنج تھا اور میرے لیے رات دن کی کڑھن اور تڑپ تھی کہ مولا کس طرح امت کی اس امانت کی حفاظت کر سکوں گا اور دیگر رفاہی کام اور ملت کے حاجت مند افراد کی دادرسی کیسے کر سکوں گا، لیکن اللہ کا بہت بڑا کرم اور امارت شرعیہ کے بانیین کے اخلاص کا ثمرہ ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی توجہات اور دعائے سحر گاہی اور آپ حضرات کی توجہات اور نیک تمناؤں کا نتیجہ ہے کہ بیت المال کا نظام حسب سابق جاری رہا اور حالات بہتر رہے، سب کی امداد کا سلسلہ جاری رہا اور تمام کارکنان کا شہریہ بروقت ادا کیا جارہا ہے، بلکہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حکم سے پہلے لاک ڈاؤن کے موقع پر سبھی کارکنان کو دو مہینے کا شہریہ یک مشت دے کر انہیں انتظامیہ کی مدد سے ان کے گھروں تک پہونچایا گیا۔۔۔۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بقیہ رپورٹ نظامت

ابھی بحمد اللہ بیت المال کی صورت حال بہتر ہے۔دعا کریں کہ آئندہ بھی اس کے سوتے یوں ہی جاری اور ساری رہیں اور حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا یہ شجرا خلاص اسی طرح ثمر دیتا رہے اور ہم سے اسکی باغبانی اور خدمت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو۔(آمین!)

دار القضاء کا نظام بھی امارت شرعیہ کی بنیاد میں شامل ہے، بلکہ امارت شرعیہ کے قیام کے اولین محرکات میں سے ہے، اسی لیے امارت شرعیہ ہمیشہ سے دار القضاء کے قیام اور اس کی توسیع کے لیے فکر مند رہی ہے، مرکزی دار القضاء کے علاوہ صوبہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے بعض حصوں میں ۶۶؍ذیلی دار القضاء ابھی کام کر رہے ہیں، جہاں کم وقت اور کم خرچ میں مظلوم کو انصاف ملتا ہے اور اس سے ملکی عدالتوں سے مقدموں کا بوجھ بھی خاطر خواہ حد تک کم ہوتا ہے۔جبکہ کئی اضلاع میں مزید قیام دار القضاء کی کارروائی مکمل ہو چکی ہے، لیکن کورونا کی وجہ سے دار القضاء کا قیام عمل میں نہیں آسکا؛ مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور مدھوبنی، مدرسہ اسلامیہ انجمن رفاہ المسلمین رامپور بیریا مشرقی چمپارن، مدرسہ خیر العلوم بریار پور موتیہاری، مکتب حسینیہ بسہریہ بیر نگر ارریہ، مدرسہ مدینۃ العلوم التی، جاج پور اڈیشہ، مدرسہ فیض العلوم دالکولہ اتر دیناجپور ان مقامات پر معائنہ کی کارروائی کے بعد حضرت امیر شریعت مدظلہ سے قیام کی منظوری بھی مل چکی ہے، حالات سازگار ہوتے ہی ان شاء اللہ حضرت کی ہدایت کے مطابق قیام دار القضاء کی تاریخیں مقرر کی جائیں گی، کئی دوسری جگہوں پر بھی قیام دار القضاء کی بات چل رہی ہے۔

لاک ڈاؤن کے زمانے میں جب معمولاتی کام بند تھے، اس موقع پر بھی کارکنان وذمہ داران سے مختلف پسماندہ کام لیے گئے۔دار القضاء کے ذمہ داران وکارکنان سے کئی طرح کے علمی کام لیے گئے، قضایا امارت شرعیہ کی ترتیب، دہائیوں پرانی وبوسیدہ مسلوں کو اسکین کر کے کمپیوٹر میں محفوظ کرنے کا کام ہوا، اس کے علاوہ دار العلوم الاسلامیہ کے اساتذہ سے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت پر مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالے لکھوائے گئے، ''امارت شرعیہ دینی جدوجہد کا روشن باب'' (مرتبہ حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند) میں ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب تک ہوئے کاموں کا اضافہ کرنے کے لیے نقیب کی پرانی فائلوں سے علماء کرام کی ایک ٹیم کے ذریعہ مواد اکٹھا کرایا گیا۔اس کے علاوہ امارت شرعیہ کی تاریخ میں خدمت انسانی کے جو بڑے بڑے کام انجام پائے، ان سب کو علماء کرام کی ایک ٹیم لگا کر اپنی نگرانی میں یکجا کیا، ان شاء اللہ ان خدمات کو ترتیب دے کر کتابی صورت میں منظر عام پر لایا جائے گا۔دار القضاء کے تعلق سے ایک اہم کام یہ ہوا کہ مرکزی وذیلی دار القضاء کے کئی قضاۃ کرام کو سرکاری میرج رجسٹرار کے طور پر منظوری حاصل ہوئی، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا مفتی انظار عالم قاسمی، مولانا زبیر قاسمی دار القضاء آسنسول، مولانا اعجاز قاسمی دار القضاء دملہ، مدھوبنی کو میرج اینڈ ڈیورس رجسٹرار کے طور منظوری مل چکی ہے، بقیہ کئی قضاۃ کے لیے یہ کوشش جاری ہے۔

امارت شرعیہ کے شعبہ جات میں ایک اہم شعبہ دار الافتاء کا بھی ہے، یہاں سے عوام وخواص مختلف مسائل پر شرعی احکام اور دینی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر دار الافتا کے نظام کو مزید فعال بنایا گیا ہے، تمام استفتاء کا بروقت جواب دیا جاتا ہے اور اس کا رجسٹر پر اندراج کیا جاتا ہے، کوئی استفتاء پسماندہ نہیں رہتا۔لاک ڈاؤن کے زمانے میں جب کہ پوری دنیا کو عجیب وغریب حالات کا سامنا تھا، خاص کر لاک ڈاؤن کے درمیان نماز پنجگانہ، جمعہ، تراویح اور عیدین کی نماز جماعت کے ساتھ لاک ڈاؤن اور سوشل ڈسٹنسنگ کی پابندی کرتے ہوئے کس طرح ادا کی جائے، مساجد میں اذان واقامت کیسے قائم رہے۔ان معاملوں میں لوگ تذبذب کا شکار تھے، ایسے موقع پر دار الافتاء امارت شرعیہ سے ان سبھی مسائل پر تحقیقی فتاویٰ اور رہنما ہدایات جاری ہوئے، جس سے لوگوں کی تشویش دور ہوئی اور ان کو مذہبی رہنمائی حاصل ہوئی۔کئی فتاویٰ تو حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کے دستخط سے جاری ہوئے۔

شعبہ تنظیم بھی امارت شرعیہ کے بنیادی شعبہ جات میں شامل ہے، بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ امارت شرعیہ کی بنیاد کا سب سے اہم ستون ہے، اس شعبہ کے ذریعہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں متحد ومنظّم رکھنے اور تنظیمی ڈھانچہ کے ذریعہ انہیں ایک امت ایک جماعت بن کر زندگی گذارنے کی دعوت دی جاتی ہے۔شعبہ تنظیم کو مضبوط اور فعال بنانے اور تنظیم امارت شرعیہ کو زمین پر اتارنے کے لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی حد درجہ فکر مندی رہتی ہے، اور اس کے لیے برابر ہدایات دیتے رہتے ہیں، چنانچہ اس مقصد کے لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی دلچسپی اور ہدایت پر اب تک مظفر پور، سیتا مڑھی، دربھنگہ، مدھوبنی، مشرقی چمپارن، مغربی چمپارن، سوپول، سہرسہ ومدھے پورہ میں نقباء ونائبین نقباء کے خصوصی تربیتی اجلاس منعقد ہو چکے ہیں، مزید اضلاع کے اجلاس کی ترتیب بن گئی تھی، مگر کورونا وبا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے پروگرام ملتوی کرنا پڑا، ان شاء اللہ حالات کے معمول پر آنے کے بعد اجتماع نقباء ونائبین نقباء منعقد ہوں گے، جن اضلاع میں اجتماع منعقد ہوئے، وہاں ضلع، بلاک اور پنچایت کی سطح پر صدور اور سکریٹریز کی تقرری بھی ہوئی، انہیں ان کی ذمہ داریاں سمجھائی گئیں اور تحریری طور پر ان ذمہ داریوں کی فہرست ان کے حوالہ کی گئی، اس کے مطابق ان سے کام لیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعی اور شرعی زندگی کی تنظیم وترتیب کے علاوہ ان کی سماجی زندگی کی صلاح وفلاح کے لیے بھی امارت شرعیہ کام کر رہی ہے، صحت اور تعلیم کے میدان میں امارت شرعیہ نے صوبہ اور بیرون صوبہ میں اپنی منفرد پہچان بنائی ہے، دینی تعلیم کے علاوہ تکنیکی اور عصری تعلیمی اداروں کے قیام کے ذریعہ مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے میں امارت شرعیہ کا بڑا حصہ ہے۔رانچی اور گریڈیہ میں امارت پبلک اسکول کے نام سے سی بی ایس ای کے طرز پر اسکول چل رہے ہیں، ان دونوں اسکولوں میں سی بی ایس ای کے مروجہ نصاب کے علاوہ دینیات کو لازمی سبجیکٹ کے طور پر شامل کیا گیا ہے، تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی ماحول میں بہتر اخلاقی تربیت طلبہ کو فراہم کرنا ان اسکولوں کا بنیادی مقصد ہے۔ان شاء اللہ امارت پبلک اسکول کی مزید شاخیں دوسرے مقامات پر بھی قائم کی جائیں گی، آسنسول میں مولانا منت اللہ رحمانی میموریل اردو اسکول اور پھلواری شریف میں قاضی نور الحسن میموریل اسکول بھی تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ان اسکولوں اور امارت شرعیہ کے تحت چل رہے دیگر تعلیمی اداروں کی نگرانی اور ان کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے ایک عمومی تعلیمی نگراں بھی مقرر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ سیوان میں الحسنات مسلم ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ کے تحت چلنے والے داؤد میموریل اردو گرلس ہائی و مڈل اسکول میں بھی لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی پردے کا خیال رکھتے ہوئے بہتر انداز میں جاری ہے، یہ دونوں قدیم اسکول ہیں، ہائی اسکول تو ۱۹۷۵ء سے قائم ہے اور سرکاری طور پر اقلیتی اردو گرلس اسکول کی حیثیت سے منظور شدہ ہے، یہ دونوں اسکول محترمہ بلقیس جہاں اور سرور جہاں نام کی دو معزز ونامور علم دوست خواتین چلا رہی تھیں، ان کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اب اس کی ذمہ داری امارت شرعیہ نے قبول کر لی ہے، الحمد للہ حضرت امیر شریعت مدظلہ خود ان اسکولوں کے نظام کو باریکی سے دیکھ کر مشورے دے رہے ہیں، اور براہ راست اساتذہ کی علمی وعملی تربیت اور اصلاح فرما رہے ہیں، روزانہ ان کی تحریریں اپنے میل پر منگواتے ہیں، ان کا املا درست کراتے ہیں، خوشخطی کے طریقے بتاتے ہیں اور اردو کی درست خواندگی کے لیے یومیہ ہوم ورک دیتے ہیں۔

امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ائمہ مساجد کو امارت شرعیہ سے مربوط کرنے کی تحریک چلائی، الحمد للہ ہزاروں ائمہ کرام امارت شرعیہ سے منسلک ہوئے اور ان کے پتے اور رابطہ نمبر حاصل ہوئے، اہم مواقع پر امارت شرعیہ اور حضرت امیر شریعت کا پیغام ان تک پہونچایا جا رہا ہے، جس سے ائمہ کرام کی امارت شرعیہ سے وابستگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔خاص کر سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف ملک گیر تحریک، ووٹر ویریفکیشن واندراج مہم اور لاک ڈاؤن کے زمانے میں عوام وخواص کی مذہبی وملی رہنمائی میں ان ائمہ کرام سے تعاون لیا گیا، جس سے تحریک کو موثر اور مضبوط بنانے میں مدد ملی اور الحمد للہ ائمہ کرام کی امارت شرعیہ سے وابستگی مضبوط ہوئی۔

مذکورہ بالا کاموں کے علاوہ امارت شرعیہ ملک کے کسی بھی حصہ میں قدرتی یا غیر قدرتی آفت ومصیبت کے موقع پر پریشان حال لوگوں کی مدد اور ان کو راحت پہونچانے کا کام کرتی ہے۔اس سال بھی کورونا وائرس کی وجہ سے ہونے والے لاک ڈاؤن کے دوران ہزاروں لوگوں تک بلا تفریق مذہب وملت مرکزی وذیلی دفاتر امارت شرعیہ سے اشیاء خوردنی پہونچائے گئے۔

مسلمانوں کی ملی وسماجی ترقی اور شخصیت سازی میں بنیادی دینی تعلیم کی جو اہمیت ہے اس سے ہر خاص وعام اچھی طرح واقف ہے، اسی لیے امارت شرعیہ نے اپنی تعلیمی تحریک میں ہمیشہ ہی بنیادی دینی تعلیم کے فروغ واشاعت کو اہم مقام دیا ہے، اس کے لیے جگہ جگہ مکاتب قائم کیے، خود کفیل نظام تعلیم کی تحریک چلائی جس کے زیر اثر ہزاروں مقامات پر خود کفیل مکاتب کا قیام عمل میں آیا۔ان سب کے باوجود امارت شرعیہ کا احساس ہے کہ کام جس بڑے پیمانے پر ہونا چاہئے ابھی تک نہیں ہوا ہے اور امت کا ایک بڑا طبقہ آج بھی بنیادی دینی تعلیم سے کوسوں دور ہے، بے شمار دیہات ایسے ہیں جہاں نسل نو تک علم دین کی خوشبو پوری طرح نہیں پہونچ سکی ہے، اس راہ میں مزید مضبوطی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، اسی لیے آج کے ایجنڈے میں خاص طور پر ''بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنے کی راہ پر غور وخوض اور واضح راہ عمل کی تعیین'' کو شامل کیا گیا ہے، امید ہے کہ آپ حضرات اس ایجنڈے پر خاص توجہ دیں گے اور کارآمد تجاویز منظور کریں گے۔

آپ اراکین کے علم میں ہوگا کہ حکومت ہند نے اس سال جولائی میں نئی قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کو کابینہ سے منظور کرایا ہے، اس نئی قومی تعلیمی پالیسی کی تیاری حکومت کئی سالوں سے کر رہی تھی، اس نئی قومی تعلیمی پالیسی کی تشویش ناک بات یہ ہے کہ اس میں اردو کی تعلیم، مدارس کے نظام تعلیم یا اقلیتوں کی تعلیم سے متعلق کوئی رہنمائی یا گائڈ لائن موجود نہیں ہے، ساتھ ہی نصاب کی تبدیلی اور بھارتی تہذیب وثقافت اور قدیم سناتنی روایات کو نصاب میں لازمی طور پر شامل کرنے کی بات بار بار کہی گئی ہے، جس سے یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کی کوشش ہے کہ وہ ایک خاص مذہب کے اعمال وعقائد کو زبردستی پورے ملک پر تھوپنا چاہتی ہے اور ایک ایسی نسل کو تیار کرنا ان کے منصوبے میں شامل ہے، جو ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب سے نا آشنا اور مختلف تہذیب وثقافت سے نابلد ہو تا کہ ان کے اس ملک کو ہندو راشٹر بنانے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔ایسی صورت میں ملک کے دانشوروں اور علم دوست حضرات کو اس قومی تعلیمی پالیسی کا تعاقب کرنے اور اس کے خدشات اور پوشیدہ خطرناک مقاصد کو طشت از بام کرنے کی ضرورت ہے، اسی غرض سے آج کے ایجنڈے میں ''قومی تعلیمی پالیسی کے مضر اثرات اور اس کے تدارک پر غور'' کو شامل کیا گیا ہے، آپ حضرات سے گذارش ہے کہ نئی قومی تعلیمی پالیسی کا بنظر غائر مطالعہ کریں اور اگر آج کی میٹنگ میں پوری بات نہ آسکے تو آئندہ خاص طور سے اس موضوع پر آپ حضرات کے ساتھ نیز دیگر دانشوران کے ساتھ خصوصی نشست منعقد کی جاسکتی ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں جو رپورٹ ہے وہ امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کی گذشتہ مجلس عاملہ منعقدہ ۲۴؍جون ۲۰۱۹ء کے بعد سے اب تک کی کارکردگی کی روداد ہے (البتہ بیت المال کی رپورٹ یکم اپریل ۲۰۱۹ء سے ۳۱؍مارچ ۲۰۲۰ء تک کی ہے، چونکہ اس کا نظام ٹرسٹ کے تحت ہے اور اس کا مالی سال اپریل سے مارچ تک کا ہوتا ہے، دار القضاء کی رپورٹ محرم ۱۴۴۱ھ سے ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ تک کی پیش کی گئی ہے)، اس رپورٹ سے اندازہ ہوگا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی قیادت، سرپرستی ونگرانی میں اور آپ حضرات کی خصوصی توجہ سے ہم خدام امارت شرعیہ امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد کی تکمیل میں روز وشب سرگرم عمل ہیں، امارت شرعیہ کا یہ کارواں ہمیشہ اپنی منزل کی جانب محو سفر ہے۔دعا فرمائیے کہ اسی طرح یہ کارواں کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے اور قوم وملت کے کام آتا رہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادارہ کی ہر طرح کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے اور ہم سب کی خدمت کو قبول کرے۔

اخیر میں ہم ایک بار پھر آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور گذارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ اسی طرح اپنی توجہات اور نیک آراء سے نوازتے رہیں؛ تاکہ ادارہ کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا رہے، میرے لیے بھی دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کی اس اہم وراثت کی حفاظت اور اس کے مقاصد کی تکمیل میں کامیابی اور اخلاص عطا فرمائے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ذات گرامی نہ صرف ہم خدام امارت شرعیہ بلکہ پوری ملت اسلامیہ ہند کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، ان کے حوصلوں اور بلند عزائم سے کام کرنے کا حوصلہ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ملت پر دراز فرمائے اور جملہ امراض سے انہیں شفا عطا فرمائے۔(آمین!)

اخبار جہاں، تعلیم و روزگار اور متفرق خبریں

سوئیڈن میں نوبل ایوارڈ کی آن لائن تقریبات

عالمی وبا کورونا وائرس (کووڈ-19) کے پیش نظر رواں سال سوئیڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں نوبل انعام کی تقریب آن لائن منعقد کی گئی۔ایوارڈ کی تقریب اسٹاک ہوم سٹی ہال میں منعقد ہوئی اور پروگرام کو آن لائن نشر کیا گیا۔(یو این آئی)

ایف ڈی اے مشاورتی پینل نے فائزر کو کووڈ ویکسین کی اجازت دی

امریکی فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن (ایف ڈی اے) کے مشاورتی پینل نے امریکی عوام کو فائزر کا کووڈ ٹیکہ لگانے کی منظوری دے دی ہے۔ایف ڈی اے پینل کے ممبر نے اس میٹنگ کے بعد بتایا کہ پینل نے فائزر اور جرمنی کی تیار بائیوٹیک کو کورونا ویکسین کے ہنگامی استعمال کی اجازت دے دی ہے۔(یو این آئی)

مراکش نے اسرائیل کو تسلیم کرلیا، اسرائیل کو تسلیم کرنے والا چوتھا مسلم ملک بنا

شمالی افریقہ کے ایک اور عرب مسلم ملک مراکش نے اسرائیل کو تسلیم کرلیا۔اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر امریکہ کے صدر ٹرمپ نے اعلان کیا کہ آج ایک اور تاریخی پیش رفت ہوئی ہے۔ ہمارے دو قریبی دوست اسرائیل اور سلطنت مراکش نے ایک دوسرے کے ساتھ مکمل سفارتی تعلقات قائم کرنے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ یہ مشرق وسطیٰ کے امن کے لیے ایک بہت بڑی پیش رفت ہے۔ جمعرات کو امریکی صدر اور مراکش کے بادشاہ محمد ہشتم میں ٹیلیفونک رابطہ ہوا جس میں اس معاہدے کو حتمی شکل دینے پر بات چیت کی گئی۔وائٹ ہاؤس سے جاری کردہ اعلامیے کے مطابق اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بدلے میں صدر ٹرمپ نے مغربی صحارا پر مراکش کے دعوے کو قبول کرلیا ہے، اس علاقے میں مراکش اور الجیریا کے حمایت یافتہ پولیساریو محاذ کے مابین دہائیوں سے جھڑپیں جاری تھیں۔ پولیساریو اس خطے کو ایک آزاد ریاست بنانا چاہتے ہیں تاہم اب امریکا نے اس علاقے پر مراکش کا اختیار تسلیم کرلیا ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

اسرائیل سے تعلقات کے باوجود دو ریاستی حل کے حامی ہیں: مراکش کی فلسطین کو یقین دہانی

مراکش کے شاہ محمد ششم نے فلسطینی صدر محمود عباس کو یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ بدستور دو ریاستی حل کا حامی ہے، شمالی صحارا کے علاقے پر مراکش کا اختیار قبول کرنے کے بدلے اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے کے بعد مراکش کے شاہ محمد ششم نے فلسطینی صدر محمود عباس سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور انہیں یقین دہانی کروائی کہ اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کے باوجود مراکش اسرائیل اور فلسطین کے تنازع میں بدستور دو ریاستی حل کا حامی ہے۔(نیوز ایکسپریس)

سعودی عرب قطر سے کشیدگی میں کمی کے لیے پرامید، خلیج بحران کے خاتمے کا امکان

سعودی عرب نے خلیج میں قطر کے ساتھ جاری کشیدگی کے خاتمے کی امید ظاہر کی ہے اور اعلان کیا ہے کہ قطر کے ساتھ کشیدگی کے خاتمے کے کویت کے اعلان کے بعد خلیجی بحران کے حل کی امید ہے۔ واضح رہے کہ سعودی عرب کی قیادت میں مختلف عرب ممالک اور قطر میں جاری کشیدگی کو واشنگٹن ایران مخالف خلیجی اتحاد میں رکاوٹ قرار دیتا رہا ہے۔سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین اور مصر نے قطر پر ۲۰۱۷ء سے سفارتی، تجارتی اور سفری پابندیاں عائد کر رکھی تھیں، امریکہ اور کویت نے اس تنازع کے حل کے لیے مشترکہ کوشش کی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک نے دہشت گردوں کی مبینہ مدد کے الزام پر قطر کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تھا، جب کہ قطر نے ان الزامات کو رد کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان پابندیوں کا مقصد اس کی خودمختاری کو کمزور کرنا ہے۔(وائس آف امریکہ)

صومالیہ میں تعینات امریکہ کی فوج میں کمی کا اعلان

امریکہ کے محکمۂ دفاع پینٹا گون کا کہنا ہے کہ وہ صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے حکم پر صومالیہ میں تعینات امریکہ کی فوج کی اکثریت کو واپس بُلا رہا ہے۔ پینٹا گون کا کہنا تھا کہ صومالیہ میں تعینات فوج کی اکثریت اور اثاثوں کو آئندہ برس کے اوائل تک نکال لیا جائے گا، پینٹا گون نے مزید تفصیلات سے آگاہ نہیں کیا کہ کتنے اہلکاروں کو واپس بلایا جا رہا ہے۔ خیال رہے کہ صومالیہ میں تعینات لگ بھگ ۷۰۰؍امریکی فوجی اہلکار موجود ہیں، جو کہ ''القاعدہ'' کی ذیلی تنظیم ''الشباب'' کے خلاف لڑنے کے لیے مقامی فورسز کی تربیت اور رہنمائی کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے حال ہی میں افغانستان اور عراق میں تعینات امریکی افواج میں مزید کمی کا حکم دیا تھا اور امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ صومالیہ سے بھی کچھ یا تمام فوجیوں کو نکالنے کا حکم دیں گے۔ امریکی جنرل مارک ملی کا کہنا تھا کہ صومالیہ میں کم تعداد میں فوج کی تعیناتی سے اخراجات میں بھی کمی ہوگی۔ مبصرین کے مطابق اب دیکھنا یہ ہوگا کہ امریکہ کے نومنتخب صدر جو بائیڈن آئندہ برس ۲۰؍جنوری کو صدارت کا حلف اٹھاتے ہیں تو اس وقت کیا صورتِ حال ہوگی، آیا وہ صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے فیصلے کو پلٹ دیں گے یا وہ دہشت گردی سے متعلق اپنے لائحہ عمل کو دیکھتے ہوئے نئی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔(وائس آف امریکہ)

تینوں کالے قوانین کو فوراً واپس لے حکومت: کانگریس

کسان تنظیموں کے ذریعہ بلائے گئے ''بھارت بند'' کی حمایت کرتے ہوئے کانگریس نے کہا کہ مرکزی حکومت کو زرعی اصلاحات پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے پارلیمنٹ کا اجلاس فوری طور پر بلانا چاہئے۔ پارٹی کے سینئر لیڈر اور ہریانہ کے سابق وزیر اعلی بھوپندر سنگھ ہڈا نے بھی دعوی کیا ہے کہ ہریانہ کی بی جے پی- جے جے پی حکومت نے اسمبلی کے اندر عوامی حمایت اور اکثریت کھو دی ہے اور اب وہاں اسمبلی کا خصوصی اجلاس بلایا جانا چاہئے۔(ایجنسی)

ساٹھ دن کے اندر چارج شیٹ داخل نہیں کئے جانے پر ملزم ضمانت کا حقدار

دہلی ہائی کورٹ نے واضح کیا ہے کہ ایسے معاملات میں جہاں جرم کے لئے سزا کے التزام میں کم سے کم مدت کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، ویسے معاملوں میں ۶۰؍دن کے اندر چارج شیٹ داخل نہیں کئے جانے پر ملزم خود بخود ضمانت (ڈفالٹ بیل) کا حقدار ہوگا۔ جسٹس یوگیش کھنہ کی سنگل بنچ نے جمعہ کے روز چینی انٹیلی جنس افسران کو حساس معلومات فراہم کرنے کے الزام میں گرفتار سینئر صحافی راجیو شرما کی ضمانت کی درخواست منظور کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ جسٹس کھنہ نے اپنے حکم میں کہا کہ سرکاری رازداری قانون کے تحت درخواست گزار کو ملزم بنایا گیا ہے، متعلق سیکشن سزا کی کم سے کم مدت کے بارے میں کچھ نہیں کہتی ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

(از: سید محمد عادل فریدی)

گوپال گنج: بیٹے کے ہاتھوں باپ کا چاقو مار کر قتل

بہار کے گوپال گنج ضلع میں انسانیت کو شرمسار کرنے والا واقعہ سامنے آیا ہے، جہاں بیٹے نے اپنے باپ کو چاقو مار کر قتل کر دیا، بیٹی کی شادی کے لئے باپ نے اپنی زمین فروخت کر دی تھی، بیٹے کو یہ بات ناگوار گذری اور اس نے باپ کی جان لے لی، یہ معاملہ گوپال گنج کے بھورے تھانہ حلقہ کے رام پور نکروا گاؤں کا ہے، واردات کو انجام دینے کے بعد بیٹا موقع سے فرار ہو گیا، مقتول ۷۰؍سالہ شبراتی میاں تھا۔ واقعہ کی اطلاع ملنے کے بعد بھورے تھانہ کی پولس معاملے کی چھان بین کرنے جب موقع پر پہونچی تو وہاں سے قاتل بیٹا اپنی دونوں بیبیوں کے ساتھ فرار ہو چکا تھا، مقتول کی لاش کو ٹاؤن تھانہ کی پولیس نے اپنے قبضہ میں لیکر پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دیا، اطلاعات کے مطابق شبراتی میاں نے اپنی چھوٹی بیٹی کی شادی کے لئے ۵؍لاکھ روپئے میں اپنی زمین فروخت کی تھی، جس سے اس کا اکلوتا بیٹا بہارن میاں ناراض چل رہا تھا، شبراتی میاں اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنے دالان میں سوئے ہوئے تھے اس بیچ آدھی رات میں ان کا بیٹا پہنچا اور زمین فروخت کرنے کے معاملے پر بحث کرنی شروع کر دی، شبراتی کی اہلیہ بیچ بچاؤ کر رہی تھی، اس دوران بہارن نے چاقو نکال کر باپ پر وار کر دیا، زخمی حالت میں بھورے کو اسپتال میں داخل کرایا گیا، ابتدائی علاج کے بعد ڈاکٹروں نے بہتر علاج کے لئے صدر اسپتال ریفر کر دیا، جہاں علاج کے دوران شبراتی میاں نے دم توڑ دیا۔(پربھات خبر)

بھائی نے چھوٹے بھائی کو چاقو مار کر ہلاک کر دیا

ویشالی ضلع کے مہنار تھانہ کے حسن پور ردکھنی گاؤں میں پیسے کے لین دین کو لیکر بڑھے تنازعہ میں چندن مانجھی نے اپنے سگے چھوٹے بھائی ۲۷؍سالہ دیپک مانجھی کو چاقو سے گوند کر شدید طور پر زخمی کر دیا۔ زخمی حالت میں دیپک کو مہنار کے سرکاری اسپتال میں لے جایا گیا، مگر زخموں کی تاب نہ لاکر اس نے راستے میں ہی دم توڑ دیا، مہلوک حسن پور دکھنی پنچایت کے سونے لال مانجھی کا بیٹا بتایا گیا ہے۔ متوفی کی بیوی نے بتایا کہ دیر شام پیسے کو لیکر دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہوا اور غصہ میں آکر بڑے بھائی چندن مانجھی نے اپنے چھوٹے بھائی دیپک مانجھی کو چاقو مار کر قتل کر دیا، اس واقعہ سے گاؤں میں کہرام مچ گیا اور لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی، اطلاع پا کر مہنار تھانیدار منوج کمار پولیس دستہ کے ساتھ پہنچے اور لاش کو اپنی تحویل میں لیکر پوسٹ مارٹم کے لئے صدر اسپتال حاجی پور بھیج دیا، پولیس معاملے کی تحقیق میں جٹ گئی، خبر لکھے جانے تک ملزم بھائی گھر چھوڑ کر فرار ہے۔(قومی تنظیم)

بیٹے نے چاقو سے گلا کاٹ کر کیا والد کو قتل

اورنگ آباد ضلع کے نوی نگر تھانہ علاقہ کے بلاکپر گاؤں میں ایک دل دہلا دینے والا واقعہ پیش آیا جہاں رشتوں کو تار تار کرتے ہوئے ایک بد بخت بیٹے نے اپنے والد کا چاقو سے گلا کاٹ کر قتل کر دیا، یہ واقعہ جھارکھنڈ کے برکا کانا سی سی ایل کالونی میں پیش آیا۔ مقتول کی شناخت پچاس سالہ کرشنا رام کے طور پر ہوئی ہے۔ اس معاملہ میں فوری کاروائی کرتے ہوئے پولیس نے قاتل بیٹے بھولا رام کو گرفتار کر لیا ہے۔ مقتول کرشنا رام صوبہ جھارکھنڈ کے گڑھوا ضلع کے برکا کانا تھانہ علاقے کے برکا کانا سی سی ایل کمپنی میں سپروائزر کے عہدے پر کام کرتے تھے، ۱۹؍نومبر کی رات ڈیوٹی سے آنے کے بعد وہ اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے، آدھی رات کو انکا بیٹا بھولا رام پہونچا اور سونے کی حالت میں ان کے سر پر پہلے ہتھوڑا سے حملہ کیا اس کے بعد چاقو سے گلا کاٹ کر قتل کر دیا، قاتل نے واقعہ کو انجام دینے کے بعد مقتول والد کے جیب سے اے ٹی ایم کارڈ اور دو ہزار روپیہ بھی نکال لیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ قتل کے الزام سے بچنے کے لئے اس نے اپنے ہاتھ میں دستانے بھی پہن رکھے تھے۔ قاتل اس واقعہ کو انجام دینے کے بعد اپنے والد ہی کی سائیکل سے رام گڑھ بس اسٹینڈ گیا اور سائیکل کو وہیں چھوڑ کر بذریعہ بس رانچی کے لئے روانہ ہو گیا۔ ڈالٹین گنج ہوتے ہوئے گڑھوا پہونچا اور وہاں سے اپنے سسرال انٹاری تھانہ علاقہ کے سرڈیہا گاؤں پہونچ گیا، وہاں سے دو دنوں کے بعد پھر اپنے گھر نوی پور بلاک میں واقع کالونی ٹولا پہونچ گیا، رجرپا تھانے کے ایس آئی رگھوناتھ سنگھ نے بتایا کہ والد کی نوکری حاصل کرنے کے لئے بیٹے نے قتل کیا ہے۔ ۶۰؍سال کی نوکری میں ۱۰؍سال نوکری اور بچی ہوئی تھی، لگ بھگ ۷۰؍ہزار روپے ان کے والد کو تنخواہ ملتی تھی، بیٹے نے نوکری اور پیسے کے لالچ میں والد کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی جانچ کے لیے ایس آئی ٹی کی ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔(پربھات خبر)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

لاک ڈاؤن بنا جامعہ رحمانی کے لیے نعمت

ایک طالب علم نے صرف پانچ مہینے ساتھ دن میں قرآن حفظ مکمل کیا

یہ حقیقت ہے کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے تعلیم کا بڑا نقصان ہوا، جامعہ رحمانی مونگیر کے طلبہ بھی اس نقصان میں شریک رہے، رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں جامعہ رحمانی کے تمام طلبہ حکومت سے خصوصی اجازت ملنے کے بعد بسوں کے ذریعہ گھر گئے، پھر بھی ۱۸؍طلبہ خانقاہ میں ٹھہر گئے، ان کی یہ خواہش تھی کہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی براہ راست نگرانی میں وہ مقیم رہیں اور تعلیم حاصل کریں، وہ پچھلے آٹھ ماہ سے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی براہ راست نگرانی میں تعلیم وتربیت حاصل کررہے ہیں، ان طلبہ نے عام دنوں سے زیادہ تعلیم کے میدان میں پیش رفت کی، جس کا جیتا جاگتا نمونہ محمد اشفاق رحمانی ہے، جس نے صرف پانچ مہینے سات دنوں کی قلیل مدت میں حفظ قرآن مکمل کرنے کی نئی تاریخ رقم کرڈالی، اس نے قاری محمد جوہر نیازی رحمانی کو مکمل قرآن مجید حفظ سنایا، یہ جامعہ رحمانی کے سال ہفتم عربی کے طالب علم ہیں، امیر شریعت مولانا رحمانی نے ان کی صلاحیت کو پرکھ کر حفظ قرآن کی طرف متوجہ کیا، رمضان المبارک کے بعد وہ قرآن پاک یاد کرنے میں لگ گئے، انہوں نے لاک ڈاؤن کی مدت کو غنیمت سمجھا اور اسے بڑے موقعہ میں بدلنے کی کوشش کی، چنانچہ خاطر خواہ کامیابی ملی اور بڑا اچھا نتیجہ سامنے آیا، امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی براہ راست نگرانی نے اس میں اور دوسرے ۱۷؍قیام پذیر طلبہ میں نئی روح پھونک دی اور اس نے وہ کر دکھایا جو عام طور پر ممکن نہیں ہوتا، حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی ان بزرگوں میں ہیں جو وقت کا صحیح مصرف لینا جانتے ہیں اور اسے بڑے موقعہ میں تبدیل کرنے کا ہنر رکھتے ہیں، جامعہ رحمانی کے ساتھ ساتھ رحمانی ۳۰ کے طلبہ کو بھی انہوں نے لاک ڈاؤن کو اپنے لیے بڑے موقعہ میں بدلنے کا سبق سکھایا، جس پر وہاں کے طلبہ نے بھی توجہ دی اور مختلف آلات ووسائل کے ذریعہ اپنی کڑی محنت کو جاری رکھا، تو یہ لاک ڈاؤن ان کے لیے بھی رحمت بنا، ابھی میڈیکل اور دوسرے مقابلہ جاتی امتحان میں رحمانی ۳۰ کے طلبہ نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے، محمد اشفاق رحمانی کی کامیابی پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ موقعہ کو تلاش کرنے اور اس کو اپنے حق میں بنالینے سے شر بھی خیر سے بدل جاتا ہے اور نقصان کی جگہ انسان کو نفع حاصل ہونے لگتا ہے، جامعہ رحمانی اور رحمانی ۳۰ کے طلبہ نے اسے سچ کر دکھایا، طلبہ اور اساتذہ اگر دونوں اپنا ہدف طے کرلیں اور اس کو حاصل کرنے کے لیے پورے تن من دھن سے لگ جائیں، تو وہ اس کو بڑے موقعہ میں تبدیل کرسکتے ہیں اور ان کے لیے بھی لاک ڈاؤن بڑا مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

یاد رہے، دیگر مدارس کی طرح جامعہ رحمانی میں تعطیل ہے، ہاں کچھ طلبہ کی تعلیمی ضرورت آن لائن پوری کی جارہی ہے، ۱۸؍طلبہ خانقاہ میں رہ کر براہ راست سرپرست محترم مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی نگرانی میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، جس کا انہیں خوب فائدہ ہورہا ہے اور وہ عام دنوں سے بہتر لاک ڈاؤن میں کررہے ہیں۔

سماج کی ترقی آپسی اتحاد واتفاق اور تعلیم کے ذریعہ ہی ممکن: مولانا محمد شبلی القاسمی

۸؍دسمبر ۲۰۲۰ء روز بدھ کو سیتا مڑھی کے نان پور بلاک میں واقع بیلا برار گاؤں میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کے علماء کرام کے ایک موقر دعوتی و اصلاحی وفد کی آمد ہوئی، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر برار کی جامع مسجد میں منعقد پروگرام میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا شبلی القاسمی صاحب کی بھی خصوصی شرکت ہوئی، جناب قائم مقام ناظم صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اطاعت ایک اہم ایمانی تقاضہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ دینی امیر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اپنے امیر کی تابعداری نہیں کی اس نے گویا میری پیروی نہیں کی، غرض امیر شرعی کی اطاعت اور ان کی تابعداری ایک اہم ایمانی ذمہ داری کی حیثیت رکھتی ہے، بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمان خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے انہیں امارت شرعیہ کی برکت سے ایک امیر شرعی کے سایہ میں زندگی گذارنے کا موقع نصیب فرمایا ہے اور آیت قرآنی کے تقاضہ پر عمل کی توفیق بخشی ہے، یہ ایک عظیم مذہبی نعمت ہے، اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے امیر شریعت کی مکمل تابعداری اور ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے عملی طور پر تیار رہے، ایک امیر کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنے سے اجتماعی قوت بھی حاصل ہوگی اور دینی امور کو منظّم اور بہتر طور پر انجام دینا بھی آسان ہوگا، یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ اس وقت امارت شرعیہ کو مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم جیسا جرأت مند، صاحب بصیرت، صاحب تقویٰ، عالی نسب، دوررس ودوربیں قائد عطا کیا ہے، جن کی رہنمائی اور سرپرستی میں امارت شرعیہ کے ہر شعبہ میں توسیع اور ترقی ہوئی ہے اور اس کے اعتبار واعتماد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ امارت شرعیہ تمام لوگوں کے مجموعہ کا نام ہے، فرد کا نام نہیں ہے، آج حضرت والا کے حکم سے امارت شرعیہ کے علماء کا وفد یہاں فروکش ہے، حضرت امیر شریعت کی ہدایت ہے کہ ہم صرف مالی استحکام کے لیے نہیں بلکہ معاشرے اور اس علاقہ کے دینی وفکری اصلاح کے لیے جائیں، پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو تنہا نہیں رکھا ہے بلکہ لوگوں اور سماج سے جوڑا ہے، ماں باپ سے، بیوی سے، بھائی بہن سے، پڑوسیوں سے، ضلع وریاست اور ملک سے جوڑا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک لمبی دنیا دے کر بھیجا ہے، صرف اپنے بارے میں سوچنا اللہ اور دین کی تعلیم نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ حضرت امیر شریعت جیسی شخصیت ہمارے پاس ہے جو دن رات ہماری فکر میں رہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم ہر وقت متحرک رہیں، اس لاک ڈاؤن میں امارت شرعیہ نے بہت سے فرقہ وارانہ فساد کو روکا ہے اور اس کا سد باب کیا ہے، حضرت امیر شریعت اپنی رہنمائی میں کام کروا رہے ہیں، ہم اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان کے چشم وابرو کے اشارے کو سمجھتے ہوئے کام کریں، امارت شرعیہ کا یہ وفد یہاں اس لیے آیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کی وابستگی امارت شرعیہ سے مضبوط ہو اور امارت شرعیہ کا پیغام عام ہو، امارت شرعیہ کا پیغام ہے کہ اتحاد واتفاق قائم کیا جائے، آپسی جھگڑوں کو ختم کیا جائے، دار القضاء کے نظام کو مضبوط کیا جائے، تعلیم کو عام کیا جائے، مسلم معاشرے کو بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے، سماج کی ترقی آپسی اتحاد واتفاق اور تعلیم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

قائد وفد مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا اس وقت قوم مسلم جن حالات سے گذر رہی ہے، اس کے اسباب میں دو وجہیں بالکل صاف ہیں، ایک آپس کا انتشار اور دوسرے معیاری تعلیم کی دولت سے محرومی، اگر آج بھی ہم اپنی اتحادی قوت کو مضبوط بنالیں اور معیاری تعلیم کا شعور سماج میں عام کریں تو ملت کے حالات کی تصویر یقیناً بدل جائے گی، انہوں نے اجلاس میں شریک افراد سے کہا کہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ وفد کی آمد کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنے امیر شریعت کے پیغام کو عملی طور پر زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں، انہوں نے اس موقع پر امارت شرعیہ اور اس کے موجودہ تعمیری وتوسیعی منصوبوں کا جامع تعارف بھی کرایا، خاص طور پر بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنے کے لیے امارت شرعیہ کے خود کفیل نظام مکاتب کی تحریک کو ہر گاؤں میں عام کرنے اور زیادہ سے زیادہ خود کفیل مکاتب قائم کرنے کی اپیل کی، اس موقع پر کئی ایسے آپسی تنازعات اور جھگڑوں کا تصفیہ کیا گیا اور فریقین میں مصالحت کرائی گئی جو سرکاری عدالتوں میں دائر تھے اور جن کی بنا پر آپس میں ہی مسلمانوں کے مختلف خاندانوں میں کشیدگی اور تناؤ تھا، قائم مقام ناظم صاحب نے مقامی لوگوں کے مشورہ سے یہاں ایک کمیٹی کی تشکیل بھی دی گئی جو گاؤں کے مقدمات کو حل کرے گی اور اگر ضرورت پڑے تو امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ تشریف لائیں اور معاملہ کو حل کرائیں، جناب قائم مقام ناظم صاحب نے یہاں تک کہا کہ امت میں آپسی اتحاد واتفاق باقی رکھنے اور قوم کے جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے میں اس معاملہ کے تصفیہ میں ہونے والے اخراجات بھی ادا کرنے کو تیار ہوں، یہ صلح کمیٹی جناب قاضی عمران صاحب، ڈاکٹر محمد ساجد علی خان صاحب، مولانا احسان اللہ صاحب، مولانا دبیر احمد صاحب، مولانا محمد احمد قاسمی، جناب مولانا حکیم محمد افتخار صاحب، مولانا انوار اللہ فلک صاحب، مولانا اظہار الحق صاحب، ماسٹر نصیر صاحب، مولانا قاسم صاحب، جناب عبد القدوس صاحب پر مشتمل ہوگی اور جناب حکیم افتخار صاحب اور مولانا تقی احمد صاحب کی نگرانی میں کام کرے گی۔

اس وفد میں حضرت مولانا سعید نقشبندی صاحب، حضرت مولانا انوار اللہ فلک صاحب، حضرت قاضی عمران صاحب، حضرت مفتی تبریز عالم صاحب، حضرت مفتی سراج الدین صاحب، مولانا رئیس اعظم صاحب، حافظ عمیر صاحب، مفتی اکبر علی قاسمی صاحب، سیتا مڑھی ضلع کمیٹی کے صدر ڈاکٹر ساجد صاحب، ممبئی کے مشہور معالج جناب مولانا حکیم محمد افتخار صاحب ودیگر مقامی علماء وغیرہ بھی شریک تھے۔

تعلیمی اور تنظیمی ڈھانچے کو مستحکم کرنے کی ضرورت: مفتی سہراب ندوی

مورخہ ۷؍دسمبر بروز سوموار بمقام ڈھریا بلاک امور ضلع پورنیہ میں وفد امارت شرعیہ کا آٹھواں پروگرام منعقد ہوا جس میں سامعین کی بڑی تعداد منتہائے نظر تک موجود تھی، قائد وفد حضرت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پٹنہ نے حالات حاضرہ پر بصیرت افروز خطاب کرتے ہوئے کہا ملک میں بنیادی خطرات سے نمٹنے کے لئے تعلیمی اور تنظیمی ڈھانچے کو مستحکم بنانے کی سخت ترین ضرورت ہے، مولانا مزمل حسین قاسمی نے امارت شرعیہ پٹنہ کے جملہ شعبہ جات کا پر مغز تعارف کرایا، مولانا اختر حسین شمسی نے نظم ونسق سنبھالتے ہوئے شرکاء مجلس کا شکریہ ادا کیا شریک وفد مولانا ومفتی شمس توحید مظاہری ناظم اعلیٰ دار العلوم امور نے وفد کا جامع تعارف کراتے ہوئے امارت شرعیہ کے بیت المال کی تعاون کی تلقین کی۔

ضلع کھگڑیا میں امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ

۹؍دسمبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ ضلع کھگڑیا گاؤں پیپر الطیف وکلہریا میں امارت شرعیہ کے نائب قاضی شریعت حضرت مولانا قاضی محمد انظار صاحب قاسمی کی قیادت میں امارت شرعیہ کے علماء کرام کے ایک موقر دعوتی واصلاحی وفد کی حاضری ہوئی، جس میں سامعین کی بڑی تعداد موجود تھی، وفد کے قائد حضرت مولانا قاضی انظار صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ نے دار القضاء کے متعلق بصیرت افروز خطاب کیا، حضرت مولانا مفتی محمد شکیل صاحب قاسمی استاذ حدیث دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ نے حالات حاضرہ پر دلکش خطاب فرمایا اور حضرت مولانا قاضی محمد ارشد صاحب قاسمی قاضی شریعت، گوگری نے سامعین کو خطاب کرتے ہوئے کہا ملک میں بنیادی خطرات سے نمٹنے کے لئے تعلیمی اور تنظیمی ڈھانچے کو مستحکم بنانے کی سخت ضرورت ہے شرکاء وفد میں مولانا عبد الحق صاحب رحمانی مبلغ امارت شرعیہ وزین الحق قاسمی مبلغ امارت شرعیہ بھی موجود تھے، قاری محمد اشفاق صاحب امام مسجد کلہریا اور مولانا محمد طٰہٰ صاحب بھی اس مجلس میں خصوصی طور پر شریک رہے۔

امارت شرعیہ پٹنہ کے ایک قدیم شرطی محمد کبیر صاحب کا انتقال

امارت شرعیہ پٹنہ کے ایک قدیم شرطی محمد کبیر صاحب ۷؍دسمبر ۲۰۲۰ء کو انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی عمر ۸۰؍سال سے بھی متجاوز تھی، یہاں انہوں نے لانبے عرصہ تک خدمت کی نیز ماضی کے کئی امراء کے ہاتھوں پر بیعت امارت بھی کی، مرحوم سمع وطاعت کے جذبے سے ہر کام کو انجام دیتے تھے، جب پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت بڑھ گئی تو آرام کرنے لگے، پھر بیماریوں کا حملہ شروع ہوا، دوا وعلاج کا سلسلہ جاری تھا کہ وقت موعود آپہونچا اور رب کائنات سے جا ملے، ان کے وصال پر دفتر امارت شرعیہ کے تمام ذمہ دار اصحاب وکارکنان نے دلی رنج والم کا اظہار کیا، اور دعاء مغفرت کی۔

بچوں کو بنیادی دینی تعلیم فراہم کرنا ہر فرد کی قومی وملی ذمہ داری

علماء، ائمہ، اساتذہ، ملی وسماجی شخصیات، تعلیم یافتہ مرد وخواتین اور گارجین حضرات بچوں کی بنیادی تعلیم کے لئے فکرمندی سے کام لیں

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے امت مسلمہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود دین وشریعت کا اس قدر علم سیکھے اور اپنی نسلوں کو سکھائے کہ زندگی کے ہر مرحلہ میں دین و شریعت کے مطابق زندگی گذار سکے۔ مگر عام طور پر مسلمانوں کی موجودہ ذہنی وفکری سوچ اور سماجی ومعاشرتی زندگی میں عملی طور پر زمین وجائداد، مکان ودکان اور جاہ ومنصب کی جو اہمیت ان کے نزدیک ہے وہ دینی تعلیم کو ہرگز نہیں۔ اس کی وجہ سے امت کا ایک بڑا طبقہ دین وشریعت سے دور ہوتا جارہا ہے، یہاں تک کہ دینی تعلیم سے بے بہرہ لڑکے ولڑکیوں کا کچھ حصہ فکری ارتداد کا شکار ہو رہا ہے۔ خاص کر امت کی ۹۵ فیصد آبادی جو اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرتی ہے، دینی تعلیم سے بیگانہ ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ سرکاری اور دیگر جنرل اسکولوں کے علاوہ مسلمانوں کے ذریعہ چلائے جارہے اکثر اسکولوں میں بھی دینی تعلیم کا کوئی مناسب نظم نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جو لوگ دین وشریعت کا علم رکھتے ہیں وہ ان لڑکے ولڑکیوں کی بنیادی تعلیم کی فکر کریں، جو بے علمی کی وجہ سے نہ صرف جہالت اور بد دینی میں ڈوبے ہوئے ہیں، بلکہ ارتداد کے کنارے کھڑے ہیں۔ لہٰذا اس وقت بنیادی دینی تعلیم کے ایسے نظام کی سخت ضرورت ہے جو ہر محلّہ اور قصبہ میں ہو اور جہاں مسلمانوں کو دین کے مبادیات سے واقف کرایا جائے اور ان کے بچوں کو ابتدائی دینی تعلیم دی جائے تاکہ وہ حلال وحرام سے واقف ہوسکیں، کفر وایمان اور توحید وشرک میں فرق کرسکیں۔ سماج کے ہر بچے کو بنیادی دینی تعلیم فراہم کرنا امت کے باشعور اور فکرمند لوگوں کی قومی وملی ذمہ داری ہے۔ کورونا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے بڑے چھوٹے تمام مدارس بند ہیں، اور جس طرح فرقہ پرستوں کی نگاہ ان تعلیم گاہوں پر ہے، اس سے مستقبل میں مدارس اسلامیہ کی راہ میں مختلف قسم کی دشواریاں آسکتی ہیں، ایسے وقت میں ابتدائی مکاتب کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم اس سلسلہ میں بہت زیادہ فکرمند ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان پہلی فرصت میں دینی مکاتب کے قیام کے سلسلہ میں عملی اقدام کریں، حضرت والا کی فکر ہے کہ تیزی سے بدلتے ہوئے ملکی حالات میں نئی نسل کو دین پر باقی رکھنے کے لیے مکاتب کے نظام کو فروغ دینا اور اس کو منظّم و مؤثر بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے، ضروری ہے کہ اہل علم ودانش، اصحاب فکر اور دینی وملی خدمات سے وابستہ لوگ تحریکی شکل میں گاؤں گاؤں میں مکاتب کا جال بچھائیں تاکہ قوم کا کوئی بچہ اور بچی دین وشریعت سے بیگانہ نہ رہے اور مسلم معاشرہ اس ارتداد والحاد و دین بیزاری کی تیز وتند ہوا سے بچ سکے اور دین سے بیزاری کی منظّم سازش کا حصہ نہ بن پائے۔ اسی فکر کے پیش نظر امارت شرعیہ کی مجلس عاملہ زیر صدارت حضرت امیر شریعت مدظلہ منعقدہ ۲۹؍نومبر ۲۰۲۰ء کو بنیادی دینی تعلیم کی فروغ واشاعت پر خصوصی مذاکرہ ہوا اور طے پایا کہ امارت شرعیہ کے خود کفیل نظام تعلیم کی تحریک کو پھر سے بڑے پیمانے پر عام کرنے پر توجہ دی جائے۔ مجلس عاملہ میں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اہم تجاویز پاس ہوئیں۔ مسلمانوں کے باشعور طبقہ کی ذمہ داری ہے کہ ان تجاویز پر فوری اقدام کے لیے مضبوطی سے آگے آئیں اور نئی نسل کے دین وایمان کی حفاظت میں اپنا کلیدی کردار پیش کریں، تجاویز یہ ہیں۔

(الف) دینی مکاتب کے قیام کے سلسلہ میں عوام میں بیداری پیدا کی جائے، اسکے لیے دیگر ذرائع ابلاغ کے ساتھ نقیب، نائب نقیب، ضلع وبلاک کی تنظیم کے ذمہ داران، ارکان شوریٰ وعاملہ، ارباب حل وعقد امارت شرعیہ، قضاۃ کرام، علماء کرام، ائمہ مساجد اور سماجی وملی فکر رکھنے والے لوگوں سے مدد لی جائے۔ (ب) علاقہ کے بڑے مدارس اپنے وسائل کے اعتبار سے اپنے زیر اثر علاقوں میں دینی مکاتب کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی طرف خصوصی توجہ دیں، اور ممکنہ حد تک اس نظام کو مؤثر ومفید بنانے کے لیے عملی اقدام کریں۔ (ج) مکاتب کے نظام کو فروغ دینے میں وسائل کے اعتبار سے امارت شرعیہ کا تیار کردہ خود کفیل نظام تعلیم کو آبادیوں میں رائج کیا جائے تو مکاتب کے معلمین کی تنخواہ وغیرہ کے سلسلہ میں سہولت پیدا ہوگی، اور اس کام کو آگے بڑھانے میں قلت وسائل کا شکوہ نہیں ہوگا۔

اس تجویز کی روشنی میں امارت شرعیہ نے علماء، ائمہ، اساتذہ، ملی اور تعلیمی خدمت گاروں، تعلیم یافتہ خواتین اور گارجین حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ اپنے آس پاس کے علاقہ کے بچوں کی دینی تعلیم کی فکر کریں اور ایسا انتظام کریں کہ مکتب کا خود کفیل نظام قائم ہو جائے، جہاں بچوں کو قرآن، وضو ونماز کا طریقہ، کلمہ، غسل کے فرائض و مستحبات، مختلف مواقع کی مسنون دعائیں، نماز جنازہ اور روزہ، حج زکواۃ کی ابتدائی معلومات، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کی مختصر سوانح، طہارت کے ضروری احکام ومسائل وغیرہ کی تعلیم دی جاسکے اور ساتھ ہی ان کی اخلاقی تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کیا جائے، اسکولی بچوں کی دینی تعلیم کے لیے بھی فکرمندی ضروری ہے، اسکولوں میں پڑھنے والے لڑکے ولڑکیوں کے لیے علاحدہ علاحدہ مقامی مسجد/مکتب/مدرسہ دینیات کے کوچنگ سنٹر/ اسکول میں خصوصی نظم کرکے انہیں دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا انتظام کیا جائے۔

ائمہ کرام، مصلحین قوم وملت اپنے خطاب میں بنیادی دینی تعلیم کی اہمیت پر تسلسل کے ساتھ خطاب کریں، انہیں بتائیں کہ نئی نسل کی دینی اور اخلاقی بہتری کا واحد راستہ بنیادی دینی تعلیم کا حاصل کرنا ہے اس کے بغیر ہم اپنے بچوں کو صحیح مسلمان باقی نہیں رکھ سکتے، نیز محلّہ اور گاؤں کے اہل خیر اور اہل علم وفکر کے ساتھ مکتب کے نظام کی بحالی کے لیے میٹنگ کریں اور اسے عملی جامہ پہنائیں۔

عرب نوجوان، نئی امنگیں، نئے رجحانات

اسد مرزا

دوحہ میں واقع عرب سینٹر فار ریسرچ اینڈ پالیسی اسٹڈیز نے حال ہی میں عربوں کے درمیان ایک سروے کرایا جس سے کئی امور کے سلسلے میں عرب شہریوں کے خیالات کا اندازہ ہوتا ہے، یہ اپنی نوعیت کا ساتواں سروے تھا جس میں ۱۳؍عرب ممالک کے ۲۸۲۸۸؍افراد سے ۹۵؍مختلف سوالات پوچھے گئے تھے۔

اس سروے سے جہاں عام عرب شہریوں کے خیالات کا پتہ چلا وہیں ان دو عرب رہنماؤں کے بارے میں بھی عوامی رائے سامنے آئی، جن کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عرب خطے کو ایک نئی سمت دینے میں رہنمائی کرسکتے ہیں، سروے کے مطابق سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان اور متحدہ عرب امارات کے ان کے ہم منصب محمد بن زاید اس سلسلے میں اہم رول ادا کرسکتے ہیں، سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان دونوں رہنماؤں نے اپنی حکمرانی کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے اور خطے کے ممالک کو دنیا کے متعلق اپنے نظریات کو بڑی حد تک تسلیم کرانے کے لیے مذہب کی جگہ قوم پرستی کو آئیڈیالوجی کے طور پر تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔

نیا عرب نظریہ : عرب نوجوانوں کا یہ طبقہ اسلام کی پرانی سیاسی تشریح کو مسترد کرتا ہے، حکمراں کی تابعداری کو مذہبی فریضہ نہیں سمجھتا ہے، اظہار رائے یا اختلاف رائے کی آزادی کا حامی ہے اور کفر اور غلامی جیسے مسائل پر پرانے نظریات سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے، وہ ان کی ایک نئی تشریح چاہتا ہے، مذہب کے تئیں نوجوانوں کے رویے میں اس تبدیلی کا ثبوت متعدد عوامی رائے شماری سے واضح ہے، اس کا اظہار لبنان اور حال ہی میں عراق جیسے ملکوں میں حکومت مخالف عوامی مظاہروں کے دوران بھی ہوا، اور نوجوانوں کے اس نقطہ نظر نے دونوں ولی عہد شہزادوں کے نقطہ نظر کو بھی متاثر کیا ہے۔

دونوں حکمرانوں نے سماجی پابندیوں کو نرم کرنے کا سلسلہ شروع کردیا ہے، سعودی عرب میں مذہبی پولیس کے اختیارات میں تخفیف کرنا، خواتین کے ڈرائیونگ کرنے پر عائد پابندی کو ختم کرنا، مخلوط محفلوں کے متعلق ضابطوں کو نرم کرنا، مغربی طرز کی تفریحات کا سلسلہ شروع کرنا، خواتین کے لیے پیشہ ورانہ ملازمت کے زیادہ مواقع فراہم کرنا اور متحدہ عرب امارات میں ایک حد تک حقیقی مذہبی تکثیریت وغیرہ اس کی مثالیں ہیں، لیکن اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی وجہ سے انہیں تنقید کا نشانہ بھی بننا پڑا ہے۔

عرب نوجوان اس وقت مذہبی رہنماؤں اور دانشوروں کے تئیں متشکک ہیں، اس کے علاوہ وہ اسلامی نظریات کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے اور ایک ماڈرن اور مسلسل تبدیل ہونے والی دنیا کی ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے یا انہیں ایک نئے آئیڈیل کے طور پر پیش کرنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کیے جانے سے بھی مایوس ہیں۔

عرب نوجوانوں کے رجحانات کے متعلق تازہ ترین سروے پر تبصرہ کرتے ہوئے معروف عرب دانشور ایمن الحسین کہتی ہیں ”نوجوان یہ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح مذہبی شخصیات، جو عرب سماج میں اب بھی بہت سے کافی اثر ورسوخ رکھتے ہیں، بعض اوقات معمولی اعتراض بھی نہیں کرتے اور اپنے اس موقف کو تبدیل کردیتے ہیں جس پر پہلے وہ بہت زیادہ اصرار کیا کرتے تھے، اس سے عرب نوجوان نہ صرف مذہبی اداروں کے تئیں شبہات کا شکار ہوجاتے ہیں بلکہ اس سے مذہبی بیانیہ کا تناقض اور مسائل کی وضاحت میں اس کی ناکامی یا آج کی بدلتی ہوئی حقیقت کا سامنا کرنے کی صلاحیت بھی زیادہ اجاگر ہوکر سامنے آجاتی ہے“۔

سروے کے نتائج : سروے میں حصہ لینے والوں میں سے گوکہ ۴۰؍فیصد کا خیال تھا کہ مذہب ان کی شناخت کا اہم ترین عنصر ہے؛ لیکن ۶۶؍فیصد نے مذہبی اداروں کی اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا، اسی طرح ۷۰؍فیصد نے اس خیال کو مسترد کردیا کہ اسلام جمہوریت کے متضاد ہے، جب کہ ۷۶؍فیصد کا خیال تھا کہ یہ سب سے بہتر نظم حکمرانی ہے، بہرحال مذہب کو سیاست سے الگ رکھنے یا احتجاج کرنے کا حق جیسے معاملات پر عربوں کی رائے منقسم ہے، سروے کے تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ نوجوان سیاسی زندگی میں مذہبی رہنماؤں کی کم سے کم مداخلت چاہتے ہیں۔

بیشتر خلیجی ممالک کی طرح سعودیوں کو بھی اپنی شکایتوں کے لیے سڑکوں پر اترنے میں بہت کم دلچسپی ہے، واشنگٹن انسٹی ٹیوٹ آف نیئر ایسٹ پالیسی کی طرف سے کرائے گئے ایک سروے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر مظاہرے ہوئے تو وہ مظاہروں کے تئیں کم ہمدرد ثابت ہوں گے، مختلف جائزوں کا موازنہ کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقتصادی مندی اور ناگزیر تبدیلی کے دور میں جب اچھے نظم حکمرانی کی کافی اہمیت ہے، عرب اور مسلم رہنماؤں کے لیے مذہب کے تئیں رویے میں کوئی بھی تبدیلی دو دھاری تلوار ثابت ہوسکتی ہے، اس کے علاوہ کورونا وائرس کی وبا نے قومی معیشتوں کو بہتر بنانے اور ملکوں کو اپنا امیج بہتر کرنے کا اضافی چیلنج کھڑا کردیا ہے۔

سعودی عرب اور تبدیلی: جہاں تک سعودی عرب کا معاملہ ہے، جی۔۲۰ کی سربراہی اس کے لیے ایک مشترکہ نعمت ثابت ہورہی ہے، سعودی عرب اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے اس سربراہی کو مملکت کی قیادت اور ایک بصیرت مند عالمی قائدانہ صلاحیت کے طور پر پیش کرنے کے موقع کے طور پر استعمال کیا۔

حالانکہ جی۔۲۰ کی چیئرمین شپ نے سعودی عرب کو ایک ایسا موقع فراہم کیا جس کی اسے سخت ضرورت تھی لیکن یہ اب تک اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے میں ناکام رہا ہے، فورم کی سفارشات کے معروضی تجزیہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے ان سفارشات کی توثیق کے سلسلے میں کتنا اہم رول ادا کیا، ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہ موقف اس لیے اختیار کیا کیوں کہ سعودی نوجوان سیاسی قیادت کے رول اور مذہبی قیادت کی طرف سے ہر چیز کو آمنا وصدقنا کہہ کر قبول کرنے کے متعلق سوالات کررہے ہیں، یہ بظاہر ملکی اور بیرونی ملک کی سطح پر انہیں اپنے امیج کو بہتر بنانے کا ایک اچھا موقع تھا، انہوں نے جو نئے اقدامات کئے ہیں اس کے نتائج ایک یا دو برس میں ظاہر ہونے لگیں گے اور اس کا اثر ان کے اپنے مستقبل پر بھی پڑے گا۔

طب وسائنس

موسم سرما اور ہماری صحت

سردیوں کے موسم میں نزلہ، زکام، بخار، گلا خراب ہونا، کھانسی، دمہ کی تکلیف، جوڑوں میں درد، جلد کا خشک ہو جانا، ہونٹوں اور ان کے گرد چھالے اور زخم اور متلی وغیرہ کی شکایات عام ہو جاتی ہیں۔اس کے علاوہ سرد موسم میں پیاس کم لگنے کی وجہ سے ہم پانی کم پیتے ہیں اور پھر جسم میں پانی کی کمی کی شکایت ہونے لگتی ہے۔جس کے باعث جلد پر خشکی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں۔جلد کو خشکی سے بچانے کے لئے بہت زیادہ گرم پانی سے نہیں نہانا چاہیئے اور نہانے کے بعد جلد کو نمی دینے والی کولڈ کریم یا موئیسچرائزنگ لوشن باقاعدگی سے خاص کر رات سونے سے قبل لازمی استعمال کرنا چاہیئے اور خشکی سے بچنے کے لئے پانی زیادہ سے زیادہ یعنی دن میں کم از کم آٹھ سے دس گلاس لازمی پینا چاہیئے۔

سردی کے موسم میں ٹھنڈ لگنے سے جسم میں کپکپی جیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے سینے میں ٹھنڈ لگنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔خاص طور پر چھوٹے بچے اور بزرگ افراد زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان کے سینے میں درد ہونے لگتا ہے۔پچاس سال سے زائد عمر کے افراد میں سردی کی شدت جب سینے پر پڑتی ہے تو اس سے ان کو فالج کے حملے کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔اس حالت میں جسم کو ٹھنڈے ماحول اور ٹھنڈے پانی سے بچانا چاہیئے اور گرم کپڑوں کے ذریعے سینے کو اچھی طرح ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی گرم چیزوں کا بھی استعمال کرنا چاہیئے ۔سرد موسم میں دمہ یا سانس کے امراض میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔کیونکہ خشک موسم سانس کے مریضوں پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے اور انہیں سردیوں میں خاص طور پر دیکھ بھال اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔کوشش کرنی چاہیئے کہ خشک موسم میں زیادہ باہر نکلنے کے بجائے گھر پر ہی رہنے کو ترجیح دی جائے اور اگر ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا مقصود بھی ہو تو ناک اور منہ کو کسی گرم کپڑے سے اچھی طرح سے ڈھانپ کر نکلا جائے اور نکلتے وقت ضروری ادویات ضرور ساتھ رکھ لی جائیں جو فوری طبی امداد کے وقت کام آسکیں۔

گلے کی خراش بھی موسم سرما کی ایک اہم بیماری ہے جس سے بچے اور بزرگ افراد سب ہی متاثر ہوتے ہیں۔مختلف تجربات کے مطابق درجہ حرارت کی تبدیلی یا گرم ماحول سے سرد ماحول میں جانے سے بھی گلے کی خراش کی شکایت ہو جاتی ہے۔ایسی صورت میں مختلف ادویات کے استعمال کے بجائے نمک ملے نیم گرم پانی سے غرارے کرنا زیادہ بہتر ثابت ہوتا ہے جس سے مرض کی شدت میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔

موسم سرما میں جوڑوں کے درد میں مبتلا افراد کے درد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے ۔اس سے بچنے کے لئے گرم کپڑوں کا استعمال اور روزمرہ جسمانی ورزش بہت اہمیت کی حامل ہے جو صحت پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔جبکہ سرد موسم میں بلڈ پریشر میں اضافے کے باعث دل کا دورہ پڑنے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔لہٰذا ایسے موسم میں بہت زیادہ مرغن اور بھاری غذاؤں سے پرہیز کرنے کے ساتھ ساتھ گرم کپڑوں اور کمبل وغیرہ کا استعمال لازمی کرنا چاہیئے اور گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے آپ کو اچھی طرح سے ڈھانپ لینا چاہیئے۔

موسم سرما میں سردی لگنے کے مختلف اسباب اور وجوہات ہوسکتی ہیں۔بعض افراد مختلف وجوہات کی بناء پر زیادہ سردی محسوس کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگوں میں سردی کا احساس نسبتاً کم ہوتا ہے۔گوشت کا کم استعمال کرنے والے افراد بھی سردی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔کیونکہ انسانی جسم میں خون پیدا کرنے میں گوشت کا ایک اہم کردار ہوتا ہے اور گوشت کا مناسب استعمال نہ کرنے کی وجہ سے جسم میں خون کی کمی سے آئرن کی بھی کمی ہو جاتی ہے جو کہ سردی لگنے کا باعث بنتا ہے۔اس کے علاوہ معدے اور پھیپھڑے کی بیماریوں میں مبتلا افراد اور خواتین کے خاص ایام بھی خون کی گردش کو کمزور کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے سردی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق ہرے پتوں والی سبزیوں کا استعمال کرنے سے انسانی جسم میں آئرن کی کمی کو کسی حد تک پورا کیا جاسکتا ہے۔جبکہ انڈے اور چاول بھی خون کی پیداوار بڑھانے میں مدد دیتے ہیں جس کی وجہ سے سردی کی شدت کو کم کیا جاسکتا ہے۔

جو خواتین اپنے حمل کے ابتدائی مراحل سے گزر رہی ہوں، وہ بھی سردی زیادہ محسوس کرتی ہیں۔کیونکہ حمل کے ابتدائی دنوں میں خون کی گردش کا دورانیہ کم ہونے کی وجہ سے سردی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ذیابیطس کے شکار افراد کو بھی سرد موسم میں بے حد احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔موسم سرما میں خون گاڑھا ہو جانے کی بناء پر بلڈ شوگر کی سطح مختلف ہو جاتی ہے لہٰذا ذیابیطس کے مریضوں کو موسم سرما میں مناسب مقدار میں پھل اور سبزیاں کھانی چاہیئے ۔اور انتہائی میٹھے پھلوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔اس کے علاوہ ورزش کو سردیوں میں بھی باقاعدہ معمول بناتے ہوئے اس جسمانی سرگرمی کو جاری رکھنا چاہیئے۔سردی کی شدت سے اگر باہر نکلنا ممکن نہ ہو تو گھر پر ہی رہتے ہوئے جسمانی سرگرمی کو بحال رکھا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نزلہ و زکام سے ہر ممکن محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ورزش سے انسانی جسم کا درجہ حرارت معمول پر رہتا ہے لہٰذا سرد موسم میں بھی ورزش کے معمول کو چھوڑنا نہیں چاہیئے اور روزانہ ہلکی پھلکی ورزش لازمی طور پر کرنی چاہیئے۔اس کے علاوہ سردی سے خوش اسلوبی سے نبرد آزما ہونے کے لئے ایسے پھلوں اور سبزیوں کا وافر مقدار میں استعمال ضروری ہے جن میں وٹامن سی، وٹامن ڈی اور وٹامن ای موجود ہوں۔ ایسے پھلوں اور سبزیوں میں، پپیتا، ٹماٹر، پھول گوبھی، پالک، امرود، انار، انناس، انگور اور کیلا وغیرہ شامل ہیں اور ان میں مختلف وٹامنز، پوٹاشیم، آئرن وغیرہ بھی بھر پور مقدار میں موجود ہوتے ہیں جو ہمیں موسم سرما کی مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔مچھلی کا استعمال بھی سرد موسم کے لئے بہترین ہوتا ہے اور اس کے استعمال سے کھانسی، نزلے اور خشک کھانسی سے افاقہ ہوتا ہے اور خاص طور پر کمزور بچوں اور بزرگوں کے لئے مچھلی کا استعمال ضروری ہے۔سردیوں کے موسم میں کم از کم ہفتے میں ایک بار مچھلی ضرور کھانی چاہیئے۔اس کے ساتھ ساتھ موسم سرما کی سوغات خشک میوہ جات بھی سردیوں کے لئے بے حد فائدہ مند ہیں اور جسم میں سردی کی شدت کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

موسم سرما میں اکثر بچوں اور بزرگ افراد میں، جن کے مثانے کمزور ہوتے ہیں، بستر پر پیشاب ہو جانے کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔ایسے افراد کے لئے تل کے لڈو بہترین دوا اور غذا ہوتے ہیں۔جس سے بار بار پیشاب آنے کی تکلیف کے ساتھ ساتھ سردی کی شدت میں بھی کمی آجاتی ہے ۔اس کے علاوہ چلغوزے بھی گردے، مثانے اور جگر کی تقویت کے لئے اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔جن کے استعمال سے جسم میں گرمی محسوس ہونے کے ساتھ ساتھ سردی کا احساس کم ہو جاتا ہے۔موسم سرما میں گھر سے باہر نکلنے سے پہلے سر، چہرہ، ناک، کان اور منہ کو کسی گرم کپڑے سے اچھی طرح سے ڈھانپ کر نزلہ، زکام اور سانس کی مختلف بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ذیابیطیس اور ہائی بلڈ پریشر کے حامل افراد کو اپنا بلڈ پریشر چیک کرواتے رہنا چاہیئے اور کام اور آرام کے درمیان ایک توازن کو برقرار رکھتے ہوئے ایک صحت مند موسم گزارنا چاہیئے۔سرد موسم میں فلو اور زکام سے بچنے کے لئے ٹھنڈی اشیاء کا استعمال کم سے کم کریں اور زیادہ طبیعت خراب ہونے کی صورت میں اپنے ڈاکٹر سے فوری طور پر رجوع کرنا چاہیئے اور ان کی تجویز کردہ ادویات کو پابندی کے ساتھ استعمال کریں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ کے والد کا انتقال

حضرت امیر شریعت و دیگر ذمہ داران و کارکنان امارت شرعیہ کا اظہار تعزیت

افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ جناب الحاج ہمایوں اختر صاحب گڑگاواں، گڈا جھارکھنڈ طویل علالت کے بعد مورخہ ۹/دسمبر کو پٹنہ میں انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی عمر ۷۵/سال کے قریب تھی حاجی صاحب مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے والد ماجد تھے، بڑے ہی نیک طبیعت وطینت اور وضع دار انسان تھے، علی گڑھ سے تعلیم پائی اور سپلائی آفیسر کے عہدے پر فائز تھے، وضع قطع اسلامی تھا اور مزاج میں دینداری تھی، اسلئے ریٹائرمنٹ سے پہلے ہی ملازمت سے علاحدہ ہوگئے اور دینی واصلاحی کاموں میں لگ گئے، امارت شرعیہ سے گہری وابستگی رکھتے تھے، ادھر وہ چند ماہ سے علیل تھے اور پٹنہ میں اپنے صاحبزادے مولانا سہیل اختر قاسمی کی رہائش گاہ پر مقیم تھے اور زیر علاج تھے، دوا وعلاج جاری تھا کہ اللہ کو پیارے ہوگئے، ان کے انتقال پر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے دلی رنج وغم کا اظہار کیا اور مرحوم کیلئے بلندی درجات کی دعاء فرمائی، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی کو اس سانحہ کی خبر جیسے ہی ملی فوراً قاضی صاحب موصوف کی رہائش گاہ پر پہونچے اور گھر کے لوگوں کو تسلی دی، حاجی صاحب مرحوم کے وصال پر گہرے دکھ وصدمے کا اظہار کیا دعائے مغفرت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے آپ لوگوں کو والد کی خدمت کا بڑا موقع دیا، اللہ ان خدمات کو قبول فرمائے اس موقع پر امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان نے بھی ان کی قیام گاہ پر پہونچ کر حاجی صاحب مرحوم کیلئے مغفرت وبلندی درجات کی دعا کی اور مرحوم کے متعلقین وارثین سے صبر وثبات کی تلقین کی، حاجی صاحب کی نعش کو امارت شرعیہ کے ایمبولینس سے ان کے آبائی وطن (گڈا، جھارکھنڈ) لے جایا گیا جہاں ان کی تجہیز وتدفین عمل میں آئی، جناب مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر ہفت روزہ نقیب امارت شرعیہ، آفس سکریٹری مولانا ارشد سیف اللہ رحمانی، جناب مولانا عادل فریدی، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد نصیر الدین مظاہری، مولانا مرغوب احسن ندوی، مولانا امام الدین قاسمی، مولانا مطیع الرحمٰن سمشی، مولانا امتیاز احمد قاسمی، مولانا مجیب قاسمی، مولانا راشد العزیری، مولانا ضیاء الاسلام قاسمی، مولانا بدر انیس قاسمی، مولوی ممتاز احمد، جناب مظہر حسین وجملہ کارکنان نے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی اور وارثین سے اظہار تعزیت کیا۔

بے سہارا بچوں کے لیے بہار کے ۱۲/ضلعوں میں ہوگی شیلٹر ہوم کی تعمیر

بہار کے ۱۲/ضلعوں میں بے پناہ اور بے سہارا بچوں کے لئے شیلٹر ہوم کی تعمیر نئے سال میں شروع ہوگی، یہ شیلٹر ہوم پٹنہ، نوادہ، بھاگلپور، کیمور، سیوان، مغربی چمپارن، اورنگ آباد، جموئی کٹیہار، دربھنگہ، مظفر پور اور سپول میں بنائے جائیں گے، ریاستی حکومت نے مظفر پور گرلس شیلٹر ہوم کے بعد یہ شیلٹر ہوم بنانے کا فیصلہ کیا ہے، یہ سبھی شیلٹر ہوم پوری طرح حکومت کے کنٹرول میں چلائے جائیں گے، ریاستی حکومت نے اس کے ساتھ ہی پرائیوٹ اداروں کے توسط سے شیلٹر ہوم کے چلانے کے نظام کو ختم کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے، تاکہ ان جگہوں کی بہتر طریقہ سے نگرانی کی جاسکے اور کسی طرح کی شکایت پر فوراً کاروائی کی جائے، ان شیلٹر ہوم میں تین طرح کا انتظام کرنے کا منصوبہ ہے، ان میں برائز شیلٹر ہوم، گرلس شیلٹر ہوم اور متبنی شیلٹر ہوم شامل ہیں، ہر شیلٹر ہوم کی عمارت ۲۹/کروڑ روپئے کی لاگت سے تعمیر ہوگی، ۵/۱ ایکٹر میں تعمیر کئے جانے والے اس شیلٹر ہوم میں کینٹین، لائبریری، تقریر گاہ، ہنر فروغ ہال، کھیل کا میدان اور اسٹاف کواٹر کی بھی سہولت دستیاب رہے گی، ذرائع کے مطابق ہر شیلٹر ہوم میں ۲۰۰/بچوں کے قیام کی سہولت ہوگی۔

کورونا وبا کی وجہ سے اگلے سال کا حج مہنگا ہوگا

مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور مختار عباس نقوی نے کہا ہے کہ کورونا وبا کی وجہ سے اگلے سال یعنی سال ۲۰۲۱ کے حج کے اخراجات مہنگے ہوں گے، انہوں نے کہا کہ کورونا کی وجہ سے یہ حج ایک الگ صورتحال میں انجام پذیر ہوگا، انہوں نے کہا کہ کورونا کے پیش نظر عازمین کی عمر کی حد کو بھی 18 سے 65 برس تک محدود کر دیا گیا ہے، نقوی نے کہا کہ محرم کے بغیر حج کرنے والی خواتین امسال بھی درخواست جمع کرسکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے کورونا کے پیش نظر سعودی عرب جانے کے لئے پروازوں کے امبارکیشن پوائنٹس کو ۲۱ سے گھٹا کر ۱۰ کر دیا ہے، قابل ذکر ہے کہ حج سال ۲۰۲۱ء کے لئے ہندوستان سے عازمین کے پہلا قافلہ ۲۶/جون کو جبکہ آخری قافلہ ۱۳/جولائی کو سعودی عرب روانہ ہونے کی توقع ہے، حاجیوں کی واپسی کا سلسلہ ۱۴/اگست سے شروع ہونے کی امید ہے۔

Volume:60/70,Issue:49 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

انصاف کے پردے میں یہ کیا ظلم ہے یارو
دیتے ہو سزا اور خطا اور ہی کچھ ہے
(اختر مسلمی)

اقوام متحدہ کا دوہرا معیار

ڈاکٹر پروفیسر محمد اجمل جے این یو-نئی دہلی

اقوام متحدہ کی تنظیم ۲۶/اکتوبر ۱۹۴۵ء میں قائم ہوئی، اس تنظیم کے قیام کا مقصد دنیا کے تمام ممالک کو جنگوں سے محفوظ کرنا، سیاسی طور پر پوری دنیا کو مستحکم کرنا ہے، لیکن اس تنظیم کی کارکردگی اس کی بنیاد سے اب تک امریکہ، یورپ اور دیگر مغربی ممالک کی منہ بھرائی پر محمول رہی ہے، غریب اور کمزور ممالک اس تنظیم کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اس تنظیم کے دفعات کا اطلاق محض اقتصادی طور پر کمزور ممالک پر ہوتا ہے، ابتدا سے اگر اس کی کارکردگیوں پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلم ممالک جیسے فلسطین، عراق، شام، لیبیا، یمن، افغانستان، افریقی ممالک، جیسے یوگانڈا، ڈارفور، نائجیریا، سوڈان، رووانڈا، نامیبیا، اور دنیا کے دیگر غریب ممالک کے ساتھ اقوام متحدہ کا سوتیلا سلوک رہا ہے۔

۱۹۵۰ء میں شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کی اور ۱۹۶۱ء میں جنوبی ویتنام اور شمالی ویتنام کی جنگوں میں بے پناہ تباہی ہوئی اور ۶۰/لاکھ سے زیادہ لوگ مارے گئے، جن میں لاکھوں شہری بھی شامل تھے، امریکہ نے اپنی بالادستی قائم رکھنے کے لئے اس میں زبردستی مداخلت کی اور ایک لاکھ سے زیادہ اپنے فوجی بھی گنوائے، کوریا کی جنگ کے ساتھ دراصل امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان سرد جنگ کا آغاز ہوا تو دونوں عظیم قوتوں نے اپنی اپنی انا کی خاطر ایک گیم پلان کے تحت ایک تیسرے ملک کو اپنی پراکسی جنگ کا میدان بنایا یہی کھیل افغانستان سمیت متعدد دوسرے ممالک میں بھی کھیلا گیا جو مشرق وسطیٰ میں آج بھی جاری ہے، اقوام متحدہ ان سپر پاورز کی بے جا مداخلت پر لگام نہیں لگا سکا بلکہ ان کا آلۂ کار بنی رہی اور استعماری طاقتوں کی محکومی کرتی رہی، اس کے نتیجے میں لاکھوں جانیں تلف ہوگئیں اور شہر کھنڈروں میں تبدیل ہوگئے، ستم ظریفی دیکھئے عراق، افغانستان، لیبیا جیسے جن ممالک پر بموں کی بارشیں کی گئیں اور معصوم بچوں کی لاشیں بچھادی گئیں، ان کے عوام کو یہ باور کرایا گیا کہ یہ سب انہیں جابر حکمرانوں سے آزادی دلانے اور جمہوریت نام کے پھل کا مزہ چکھانے کے لئے کیا گیا۔

کمبوڈیا میں خمیر روج کے ہاتھوں پچیس لاکھ لوگوں کا قتل عام ہو یا روانڈا میں آٹھ لاکھ لوگوں کی نسل کشی یا ڈافور میں تین لاکھ سوڈانی شہریوں کی خاندانی تطہیر، اقوام متحدہ کی آنکھوں کے سامنے انسانیت کا خون ہوتا رہا اور وہ کچھ نہ کرسکی، ۱۹۹۵ء میں سربیرینیکا کے محفوظ پناہ گاہ میں آٹھ ہزار مسلمان لڑکوں کو بوسنیائی سرب حملہ آوروں نے بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اقوام متحدہ کی امن فوج خاموش تماشائی بنی رہی، اپنے دامن پر لگے بے گناہوں کے لہو کے یہ داغ اقوام متحدہ کبھی نہیں دھو سکے گی، دس لاکھ عراقی شہریوں کے قتل عام کا کلنک بھی اقوام متحدہ کے ماتھے پر رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

امریکہ اور برطانیہ نے مارچ ۲۰۰۳ء میں دو الزامات یعنی صدام حسین نے اجتماعی ہلاکتوں والے ہتھیاروں کا ذخیرہ جمع کر رکھا ہے جو امن عالم کے لئے خطرہ ہے اور ان کا القاعدہ جیسی دہشت گرد تنظیم کے ساتھ ساز باز ہے، کی بنیاد پر عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی، امریکہ کے یہ دونوں الزامات یکسر جعلی تھے اور اقوام متحدہ کو بھی یہ علم تھا، اس لئے سلامتی کونسل نے جنگ کی منظوری دینے سے انکار کردیا تھا، کوفی عنان نے عراق جنگ کو غیر قانونی بھی کہا پھر بھی اقوام متحدہ نے امریکہ یا برطانیہ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی۔

اس وقت بھی شام اور یمن کی دھرتی پر بے گناہ اور بے بس انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور اقوام متحدہ خاموش کھڑی ہے، اقوام متحدہ کی ایک اور ناکامی یہ بھی ہے کہ اس نے آج تک فلسطینیوں کو اسرائیل کی غلامی سے آزادی نہیں دلائی اور نہ ہی ان کا مادر وطن جس پر صہیونیوں کا ناپاک قبضہ ہے انہیں واپس دلوایا، اقوام متحدہ نے ہی فلسطینی سرزمین تقسیم کراکے اس پر دو آزاد ممالک کے قیام کا فیصلہ صادر کیا تھا، ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست تو معرض وجود میں آگئی لیکن آج ۷۳/سال بعد بھی آزاد فلسطینی ریاست کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا، اسرائیل نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں فلسطینی ریاست کے بڑے علاقے ہڑپ لئے جن میں غزہ پٹی، مغربی کنارہ اور یروشلم بھی شامل ہیں۔

۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ نے باضابطہ طور پر یہ تسلیم کیا کہ حق خودارادیت، قومی آزادی، خودمختاری اور گھر واپسی کے حقوق فلسطینیوں کے ایسے حقوق ہیں جو ان سے کوئی نہیں چھین سکتا ہے، آج تاریخی فلسطین کے ۸۵/فی صد علاقوں پر اسرائیل کا فوجی قبضہ ہے، پچھلے بارہ برسوں سے اسرائیل نے غزہ کی مکمل ناکہ بندی کر رکھی ہے، ۱۹/لاکھ فلسطینی باشندوں کی زندگی عذاب میں ہے، وقتاً فوقتاً اسرائیلی فوج ان بدنصیبوں پر بمباری بھی کرتے ہیں اور گولیاں بھی برساتے رہتے ہیں، اقوام متحدہ کا غزہ میں دفتر بھی ہے اور درجنوں اہلکار بھی ہیں، ان کی آنکھوں کے سامنے انسانی حقوق کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں تاہم اقوام متحدہ اسرائیل کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کے تمام قوانین اور ضوابط کا اطلاق کمزور اور پس ماندہ ممالک پر ہوتا ہے، مغربی ممالک اور امیر اور طاقتور ایشیائی ممالک اپنی من مانی کرتے ہیں اور ان کا کچھ نہیں بگڑتا ہے، عراق اور شام پر تو معمولی سی بات پر چڑھائی کردی جاتی ہے تاہم امریکہ، یورپی یونین، سوویت یونین جیسے ممالک کی غیر قانونی جنگوں، دوسروں کی سرزمین پر غاصبانہ تسلط، مظالم اور بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزیوں کیلئے نہ تو ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی ہے اور نہ ہی ان کی مذمت۔

روس نے ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں فوجیں داخل کردیں تو یو این او نے گونگے بہرے کا کردار ادا کیا، برما میں مسلمانوں کی نسل کشی پچھلے ستر برس سے جاری ہے، موجودہ دور کے جدید میڈیا نے اس یو این او کا پول کھول دیا کہ لاکھوں انسان قتل کردیے گئے مگر یو این او تماشائی بنا رہا، شام اجڑ گیا مگر اس یو این او کی ایک دن بھی غیرت نہیں جاگی، بوسینیا میں لاکھوں افراد کا اجتماعی قتل کرکے انسانوں کو زندہ اس لیے گاڑ دیا گیا کہ وہ مسلمان تھے، یو این او یہاں مائی میسنی کا کردار ادا کرتی رہی، عراق میں امریکی فوج کے ہاتھوں مرنے والوں کی تعداد ۱۰/لاکھ ہے، فلسطین میں اسرئیل کی فوج کے ہاتھوں مرنے والے مسلمانوں کی تعداد ۵/لاکھ ہے، افغانستان میں امریکی اور روسی افواج کے ہاتھوں مرنے والے مسلمانوں کی تعداد ۲۱/لاکھ ہے، شام میں ایک اندازے کے مطابق ۲/لاکھ پچاس ہزار افرد مارے گئے، ۸۰/لاکھ لوگ مہاجر ہیں اور اتنی ہی تعداد کیمپوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں، روہنگیا مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم پر ان مغربی طاقتوں کے کانوں پر کئی ہفتے گزرنے کے بعد جوں رینگی اور انہوں نے اپنا منہ اُس وقت کھولا جب وہاں ۴/لاکھ مسلمان، بدھ نسل پرستوں اور برمی فوج کے خوف سے اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

اقوام متحدہ کے غیر موثر ہونے کی ایک وجہ اس کا ویٹو سسٹم بھی ہے، جس کا حق پانچ خاص ممالک کے پاس ہے اور یہ وہ طاقتور ممالک ہیں جو اپنے مفادات کے حصول کے لئے اس ویٹو کا استعمال کرتے ہیں، اس تعلق سے اقوام متحدہ کے موجودہ سکریٹری جنرل انتونیو گوتریس نے کہا ہے کہ پانچ ممالک کے پاس ویٹو پاور ہونا برابری کے جذبے کے خلاف ہے، اقوام متحدہ ریاستوں اور عوام کے درمیان برابری کے لئے اقدامات کر رہی ہے، انہوں نے یہ تو نہیں بتایا کہ وہ کون سے اقدامات ہیں جو "ریاستوں اور عوام کے درمیان" مساوات قائم کرنے کے لئے کئے جارہے ہیں تاہم یہ امر تو بدیہی ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد قائم ہونے والے اس ادارے میں پانچ مستقل ارکان کا حکم ہی چلتا ہے وہ کسی مسئلے پر "نا" کہہ دیں تو پھر اس پر سلامتی کونسل میں بحث جاری نہیں رکھی جاسکتی، سلامتی کونسل کے پانچ مستقل اور دس غیر مستقل ارکان ہیں جو ہر دو سال بعد دنیا کے مختلف خطوں سے منتخب کئے جاتے ہیں، اس پندرہ رکنی کونسل میں پانچ مستقل ارکان کا فرمایا ہوا ہی مستند ہے، غیر مستقل ارکان کی رائے ان کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بہت سے مسائل آج تک حل نہیں ہوسکے، وجہ اس کی یہی ہے کہ جب بھی یہ مسائل سلامتی کونسل میں زیر بحث آتے ہیں تو ویٹو پاور کے حامل ملک اپنا استحقاق استعمال کرکے اس کا راستہ روک دیتے ہیں۔

بلا شبہ اقوام متحدہ میں اصلاحات بہت ضروری ہیں، یہ حقیقت ہے کہ اس ادارے کا بنیادی مقصد تھا وہ پورا نہیں ہوسکا، اس کی ایک وجہ بنیادی منشور سے انحراف ہے، اقوام متحدہ کے بارے میں آج کل لوگ یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ اگر پرابلم کسی دو بڑے ملکوں کے درمیان ہوتا ہے تو یو این او کی وجہ سے پرابلم گم ہوجاتا ہے، اگر پرابلم کسی بڑے اور چھوٹے ملک میں ہوتا ہے تو چھوٹا ملک ہی گم ہوجاتا ہے اور اگر پرابلم کسی دو چھوٹے ملکوں کے درمیان ہوتا ہے تو یو این او ہی گم ہوجاتا ہے، یو این او میں اصلاحات تو کرنی چاہئے؛ لیکن ایسی اصلاحات چاہئیں جن سے تمام ملک راضی ہوں، اصلاحات میں تمام ملکوں کو شامل کیا جائے تاکہ اصلاحات کو دیرپا اور مفید بنایا جاسکے۔

اس اکیسویں صدی میں ایک ایسے اقوام متحدہ کی ضرورت ہے جو ظلم وجبر کے خلاف بولنے اور ظالم کا ہاتھ روکنے کی طاقت اور جرأت رکھتا ہو، جو غریب، پس ماندہ اور کمزور ممالک کا زیادہ خیال رکھ سکے، جو ہر ملک کے شہری کو عزت اور وقار سے جینے کا حق دے، جو بڑی طاقتوں کی محکومی نہ کرے، جو سپر پاور کو ترقی پذیر ممالک پر دادا گیری کرنے سے روکے، جو انصاف کرسکے اور سب سے اہم بات یہ کہ جو دنیا میں امن اور سلامتی قائم کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کے اپنے نصب العین کی دیانت داری سے پاسداری کرے۔